REGD No P. 67

رسبٹرڈ نمبر: ایل ۶۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

THE WEEKLY BADR QADIAN.

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۳ — شمارہ ۸

ایڈیٹر:- مولوی محمد حفیظ بقاپوری
نائب:- تنویر احمد گجراتی

شرح چندہ
سالانہ -/۷ روپے
ششماہی -/۴ "
غیر ممالک -/۸ "

فی پرچہ:- ۱۵ نئے پیسے

۲۰ر تبلیغ ۱۳۴۳ ہش	۵ر شوال ۱۳۸۳ھ	۲۰ر فروری ۱۹۶۴ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۸ر فروری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۴ر فروری بوقت ۹ بجے صبح کی رپورٹ مظہر ہے کہ
کل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی
اس وقت بھی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ
احباب جماعت توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

قادیان ۱۸ر فروری۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت نسبتاً بہتر ہے وتفصیلی رپورٹ انشاء اللہ ملاحظہ فرمائیں) ہر سہ صاحبزادیاں خدا کے فضل سے بخیر ہیں۔ بیگم صاحبہ کو زکام اور ناک کی بندش کی تکلیف چل رہی ہے۔ اسی طرح ضعف بھی ہو جاتا ہے۔
احباب خصوصیت سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت موصوفہ کی اس تکلیف کو جلد دور فرمائے اور صحت و سلامتی کی لمبی عمر عطا فرمائے اور گھر کی مسرتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

قادیان میں عید الفطر کی تقریب پر

جماعت احمدیہ کی دعوت پر بعض افسران ضلع اور مقامی غیر مسلم معززین کی شرکت

ملک میں اتحاد و یکجہتی لانے کی ایک قابل تقلید مثال

قادیان ۱۷ر فروری۔ عید الفطر کی مبارک تقریب کے سلسلہ میں حسب سابق امسال بھی جماعت احمدیہ کی طرف سے قادیان کے غیر مسلم معززین اور ضلع کے قابل احترام افسران کو چائے کی دعوت دی گئی تھی۔ چنانچہ یہ تقریب کل بعد نماز عصر احمدیہ محلہ میں بحمد اللہ بڑی خوش اسلوبی سے منائی گئی
نظارت امور عامہ کی درخواست پر جناب ڈی سی صاحب گورداسپور شری مہوزہ صاحب اور جناب ڈی۔ایس۔پی صاحب نے بذات خود تشریف لانے کا وعدہ فرمایا تھا لیکن عین وقت پر بعض غیر معمولی مصروفیات کے باعث ہر دو حضرات خود تشریف نہ لا سکے البتہ جناب پی۔اے صاحب بطور نمائندہ تشریف لائے۔
سب سے پہلے موصوف نے سکول کی زیر تعمیر عمارت کا معائنہ فرمایا۔ اور اسی جگہ احمدی بچوں میں عید مبارک کی خوشی میں جناب ڈی سی صاحب کی طرف سے بھیجی ہوئی مٹھائی تقسیم فرمائی جو موصوف گورداسپور سے اپنے ساتھ لائے تھے۔

استقبالیہ ایڈریس

معزز مہمانوں کو استقبالیہ ایڈریس پیش کرنے کے لئے احاطہ گلشن احمد میں انتظام کیا گیا تھا۔ چنانچہ جناب پی اے صاحب کے اس مقام پر پہنچنے پر ۴ بجے محترم مولانا عبد الرحمن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان بحیثیت ناظر امور عامہ استقبالیہ ایڈریس پڑھ کر سنایا۔ تمام حاضرین نے پوری توجہ اور خاص دلچسپی سے سنا (ایڈریس کا مکمل متن دوسری جگہ ملاحظہ ہو)

دعوت

اس وقت چونکہ مطلع ابر آلود تھا ہلکی ہلکی بوندا باندی بھی ہونے لگی تھی اسلئے ایڈریس کے بعد حضرت امیر صاحب محترم نے حاضرین کو نصرت گرلز سکول تشریف لے جا کر چائے نوش فرمانے کی درخواست کی۔ جہاں ایک انتظام کے ماتحت جملہ مدعوین کی چائے اور مٹھائی وغیرہ سے تواضع کی گئی۔

ایڈریس کا جواب

دعوت کے اختتام پر جملہ مہمانان کی طرف سے سردار پریتم سنگھ صاحب بھاٹیہ آڑھتی نے پنجابی میں ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے۔ جماعت کا شکریہ ادا کیا اور اس تقریب کو باہمی محبت اور پریم کی طرف ایک قدم اور بھارت کے سیکولرنظام کا ایک شاندار عملی نمونہ قرار دیا۔ آپ نے کہا۔
تمام مدعوین کی طرف سے میں جماعت احمدیہ کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں آپ نے ہم لوگوں کو اس تقریب میں دعوت دے کر عید مبارک کی خوشی میں شامل ہونے کا موقعہ دیا ہے۔ آپ نے بڑا احسان کیا ہے کہ اس طرح ہر عید کا یہ دن مشترکہ طور پر منائے جانے کی صورت پیدا کر دی ہے۔ قادیان کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس میں ہمارے مسلمان بھائی بھی بود و باش رکھتے ہیں۔ جس طرح دوسرے مذاہب والے گویا سارے پنجاب اور ضلع گورداسپور میں اگر سیکولرنظام کی عملی صورت دیکھنی ہو تو وہ قادیان ہے
احمدی بھائیوں کا قادیان کی دوسری آبادی کے ساتھ جو حسن سلوک اور اچھے میل ملاپ کا برتاؤ ہے میں اُس کی تعریف کرتا ہوں۔ اسی طرح یہ نمونہ بھی قابل قدر ہے کہ ہر سال پیشوایان مذاہب کا ایک دن منایا جائے۔ جس میں سارے مذاہب کے ماننے والوں کو شرکت کی دعوت دی جائے اور ہر فرقہ کے اچھے اچھے مقرر ان اس مشترکہ پروگرام میں حصہ لیں جس سے ملکی اتحاد کو تقویت پہنچے۔
آپ نے کہا نہ صرف یہ بلکہ میری خواہش تو یہ ہے کہ بعض تہوار جیسے وفرو ہو سکے جائیں جو مشترکہ طور پر منائے جائیں ان میں سے ایک عید کا دن بھی ہے جس کو سارے سکھ دوستوں نے دوست کی تر منا ئیں۔ اور جس طرح کہ ایڈریس میں اشارہ کیا گیا ہے کہ ۱۰ سال قبل حکومتی سطح پر اس قسم کا پروگرام منایا گیا تھا۔ جناب مولوی صاحب کی بات کی تائید کرتے ہوئے میں بھی کہوں گا کہ اس پروگرام کو مستقل طور پر منایا جایا کرے جس سے ہمارے ہاں بس رہی اقلیت کے دلی اطمینان اور ہر طرح کے تحفظ کی عملی یقین دہانی ہوتی رہے گی۔
بلاشبہ احمدیہ جماعت نے ایسی تقریب پیدا کر کے باہمی محبت و پریم پیدا کرنے کی طرف بہت ہی نیک قدم اُٹھایا ہے۔ پس میں سب دوستوں کی طرف سے احمدی بھائیوں کو عید مبارک کہتا ہوں۔ خدا کرے کہ ہم سب دل سے ایک دوسرے کا احترام کریں اور سب آپس میں بھائی بھائی کی طرح رہیں۔

حضرت امیر صاحب کی تقریر

سردار پریتم سنگھ صاحب کی تقریر کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں دوبارہ دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہماری درویشانہ جلسے کی دعوت کو قبول فرمایا اور اپنے اوقات کا حرج کر کے یہاں تشریف لائے۔ اصل چیز تو آپ کی محبت و پیار اور آشتی ہے جو انسان کا زیور ہے ورنہ انسان انسان نہیں۔ بلکہ شیطان ہے حالانکہ اس کو فرشتوں سے بھی اونچا مقام حاصل ہے۔
آخر میں آپ نے دعائیہ انداز میں فرمایا کہ خدا ہم کو اس بات کی توفیق دے کہ ہم دیکھتے ہیں آپس یہ عمل بھی کریں کیونکہ محبت سے مشکل سے مشکل وقت کے خیالات بدلے جا سکتے ہیں کہ اور اس کے بعد یہ تقریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے ... پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر ...

ہفت روزہ بدر قادیان - مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۶۶ء

ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی

احمدیت کی تاریخ میں ۲۰ فروری کی تاریخ خاص اہمیت رکھتی ہے۔ آج سے ۸۰ سال پہلے خدا تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ایک ایسا فرزند عطا کئے جانے کی بشارت دی جس کا وجود قرآن کریم کی حقانیت اور اسلام کی صداقت کا زندہ نشان بننے والا تھا کیونکہ بلحاظ اس کے کہ پسرِ موعود کو ذاتی طور پر خدا تعالیٰ نے ایسی صفات سے متصف فرمانے والا تھا جو غیر معمولی نوعیت کی تھیں جن کے سبب اس کی شخصیت اپنے ہمعصروں سے فائق اور ممتاز ہونے والی تھی۔ وہ کیا بلحاظ اس کے کہ اس کے ذریعہ دینِ اسلام کو ایسی تقویت ملنے والی تھی کہ اس کے وجود سے فی الواقع اسلام کی صداقت اور قرآن کریم کی حقانیت کا ثبوت ملنے والا تھا۔

یہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی تاریخ تھی جب کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے خدا تعالیٰ کی طرف سے دی گئی اس بشارت کو ایک اشتہار کے ذریعہ شائع کر دیا۔ اس عظیم الشان الہامی بشارت میں صریح طور پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کرکے فرمایا:۔

"تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔"

"... [illegible] ..."

[illegible] نشان قرار دیا گیا جیسا کہ پیشگوئی کے ابتدائی حصہ میں اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا ..... قدرت اور رحمت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔"

پھر اس نشان کے دکھائے جانے کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے حضور کو الہاماً بتایا گیا کہ:۔

"خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو ..... تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔"

آگے چل کر پیشگوئی میں پسرِ موعود کے کچھ ذاتی اوصاف بھی بیان کئے گئے جو ایک پہلو سے نمایاں علامات کا رنگ رکھتے ہیں جن کے ذریعہ سے ظاہر ہونے والے وجود کی شناخت آسان ہو جاتی ہے جیسا کہ فرمایا گیا:۔

"وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔"

"وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔"

"جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔"

"نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔"

"ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔"

اس ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کے بعد حضور نے ایک دوسرا اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کو جو شائع فرمایا اس میں اللہ تعالیٰ سے اطلاع پاکر حضور نے مصلح موعود کی پیدائش کے لئے ۹ سال کی مدت مقرر فرمادی گویا ۱۸۸۶ء سے ۱۸۹۵ء کے اندر اندر موعود بیٹے کی پیدائش کی تعیین کر دی گئی چنانچہ پیشگوئی کے شائع ہونے کے تقریباً تین سال بعد ہی بتاریخ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو خدا تعالیٰ نے حضور کو ایک فرزند عطا فرمایا جس کا نام خدا تعالیٰ کی بشارت کے تحت حضور نے بشیر الدین محمود احمد تجویز فرمایا اور ایک اشتہار کے ذریعہ اس بات کو بھی شائع کر دیا گیا۔

خدا تعالیٰ کی طرف سے دی گئی پیشگوئی کے مطابق یہ بچہ جلد جلد بڑھا اور ساتھ ساتھ ظاہری اور باطنی لحاظ سے خدا تعالیٰ نے اسے اُن اوصافِ حسنہ سے بھی متصف فرمایا جن کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے اپنے بندے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا تھا چنانچہ خدا تعالیٰ کی تقدیر کے تحت ۱۹۱۴ء میں جب آپ کے پہلے جانشین حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو جماعت کی اکثریت نے اس فرزند ارجمند کو خلیفۃ المسیح الثانی کے طور پر منتخب کیا۔ اور آج آپ کی خلافت پر پچاس سال کا عرصہ گذر رہا ہے۔

اس پچاس سالہ درخشندہ دورِ خلافت کا ایک ایک دن اسلام و احمدیت کی خدمت و اشاعت کے سلسلہ میں آپ کے کارہائے نمایاں اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ:

۱۔ الہامِ الٰہی میں جو اوصافِ ذاتی اور علامات خاصہ پسرِ موعود کی بیان ہوئی ہیں وہ تمام و کمال آپ کی ذات میں موجود ہیں۔

۲۔ آپ کے کارہائے نمایاں کے اعتبار سے یہ بات بپایۂ ثبوت پہنچی ہے کہ وہ تمام باتیں جو الہامِ الٰہی میں مصلح موعود سے وابستہ قرار دی گئی ہیں نہایت صفائی سے پوری ہو کر آفتاب آمد دلیلِ آفتاب کا رنگ رکھتی ہیں۔

۳۔ آپ کے سریرِ خلافت پر متمکن ہونے کے وقت سے لیکر اب تک اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید بارش کی طرح آپ کے شاملِ حال رہی اور ہر میدان میں خدا تعالیٰ نے آپ کو مظفر و منصور فرمایا۔

۴۔ اس پچاس سالہ دورِ خلافت میں مخالفت کے بڑے بڑے طوفان اٹھے۔ ہر مخالف نے اس پودے کو اکھیڑ پھینکنے کے لئے پورے جتن کئے مگر کوئی مخالف بھی اس مقدس جماعت کا بال بیکا نہ کر سکا۔

۵۔ حضور کی قیادت میں خدا تعالیٰ نے جماعت کو اس قدر ترقی اور وسعت عطا فرمائی کہ خدا کے فضل سے آج احمدیت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ ایک تنظیم کے تحت ساری دنیا میں تبلیغِ اسلام کا ایسا شاندار کام ہو رہا ہے کہ اسلام تبلیغ و اشاعت کے ساتھ ساتھ حضرت امام ہمام کا وجود بھی زمین کے کناروں تک شہرت پا رہا ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کو قرآن کریم کی ایسی بے نظیر تفسیر لکھنے کی توفیق دی جو عصرِ حاضر کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے کافی و شافی سامان رکھتی ہے جس کے مطالعہ نے ایک حصہ دنیا کو اپنا گرویدہ بنا لیا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر متعدد علمی تصانیف اور تقاریر و خطبات کے ذریعہ اسلام کی تائید میں ایسے محکم دلائل جمع کر دیئے ہیں جو ہر تحقیق کنندہ کی دلی تسلی اور جویانِ حق کے لئے مشعلِ راہ کا موجب ہیں۔

الغرض ایک طرف پیشگوئی میں مذکور ان تفصیلات کا مطالعہ کریں اور دوسری طرف جا کر امام ہمام کے پچاس سالہ دورِ خلافت میں جماعت کو حاصل شدہ ان کامیابیوں اور کامرانیوں پر نگاہ کریں تو پیشگوئی کی اہمیت و عظمت کا علم ہونے کے ساتھ اس بات کا ناقابلِ تردید ثبوت ملتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو خبر اپنے بندے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آج سے ۸۰ برس قبل دی تھی آپ ہی کے فرزند دلبند گرامی ارجمند کے ذریعہ نہایت صفائی کے ساتھ پوری ہو رہی ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق

تازہ ڈاکٹری رپورٹ

آپ کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ تدریجاً درست ہو رہی ہے

قادیان ۱۸ فروری۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق گذشتہ ہفتہ تفصیلی اطلاع دی جا چکی ہے۔ اس کے بعد عید کے روز نماز کے لئے مسجد میں آنے پر سر میں چکر آنے لگے اور عید کے دوسرے روز دعوت کے موقعہ پر بھی یہ صورت ہوئی جس پر مورخہ ۱۴/۲/۶۶ کو قادیان کے تین ڈاکٹروں ڈاکٹر کدار ناتھ صاحب۔ ڈاکٹر جگن ناتھ صاحب اور ڈاکٹر رنجن سنگھ صاحب باجوہ نے معائنہ کیا۔ اور اطمینان کا اظہار کیا۔ سب نے قلب کی حالت کو تسلی بخش بتایا ہے اور موجودہ عارضہ کے اعصابی ہونے کا خیال ظاہر کیا ہے۔ اب طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے تدریجاً درست ہو رہی ہے۔ چند دن تک صحت بہتر ہونے پر امرتسر سے تفصیلی معائنہ کرایا جائے گا۔

احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ محترم موصوف کو جلد صحت کاملہ عطا فرمائے اور صحت و سلامتی کے ساتھ بڑھ بڑھ کر خدمات دینیہ کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

آمین

ہمارے ذریعہ پھر قرآنی حکومت کا جھنڈا اونچا کیا جارہا ہے

خدا تعالیٰ سے ملنے کی تڑپ رکھنے والی روحیں ایک دن اپنی مادی خوابوں سے بیدار ہوں گی

اور بے تاب ہو کر اس طرف دوڑیں گی!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

روحانی نظام کی تکمیل

کے لئے قرآن کریم نے یہ اصل مقرر فرمایا ہے کہ چونکہ شریعت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے۔ اس لئے آئندہ کوئی شریعت لانے والا نبی نہیں آئے گا قرآن کریم آخری کتاب ہے اس کو جزءً یا کلاً کوئی اور کتاب منسوخ نہیں کر سکتی قرآن اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حکومت روحانی حالت میں رہتی دنیا تک رہے گی لیکن انسان بھول بھی جاتا ہے غلطی بھی کرتا ہے اور بغاوت بھی کرتا ہے۔ ان تینوں مرضوں کا علاج کئے بغیر قرآنی حکومت قیامت تک صحیح طور پر نہیں چل سکتی۔

بھولنے والے کو یاد کرانے والا

غلطی کرنے والے کی اصلاح کرنے والا۔ اور باغی کو زیر نگین لانے والا آدمی ضرور چاہیئے۔ قرآن کریم اس کا یہ علاج بتاتا ہے کہ جس طرح سورج کی عدم موجودگی میں چاند دنیا کو روشن کرتا ہے اسی طرح محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسے انسان کھڑے کئے جائیں گے جو چاند کی طرح محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نور کا اکتساب کر کے دنیا کو روشن کرتے رہیں گے۔ یہ لوگ زمانہ کی ضرورت کے مطابق عام حالتوں میں مجدد کی صورت میں ظاہر ہوں گے۔ اور

دنیا کی وسیع خرابی

اور تباہی کے وقت میں تابع نبی یا امتی نبی کی صورت میں ظاہر ہوں گے۔ چنانچہ ایک ایسے ہی وجود کے متعلق قرآن شریف میں متعدد مقامات پر خبر دی گئی ہے اور اسے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ثانی قرار دیا گیا ہے حدیثوں میں اس بروز ثانی کا نام مسیح بھی رکھا گیا ہے۔ اور قرآن کریم میں بھی مسیح کے نام کی طرف ضمناً اشارہ کیا گیا ہے دوسرا نام حدیثوں میں اس کا مہدی رکھا گیا ہے مگر یہ وجود ایک ہی ہے مختلف جہات سے اس کے مختلف نام ہیں۔ انجیل میں بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس بعثت ثانیہ کا ذکر مسیح کے دوبارہ نزول کے وعدہ میں کیا گیا ہے۔ موجودہ زمانہ کے حالات بتا رہے ہیں کہ

یہ وہی زمانہ ہے

جس کی پیشگوئی پرانی کتب اور قرآن کریم میں کی گئی ہے۔ اور قرآن کریم کی صداقت کا یہ ایک زبردست ثبوت ہے کہ اس کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانہ میں ایک شخص نے دعوے کیا ہے کہ وہ قرآن شریف اور دوسری کتب سماوی کی پیشگوئیوں کو پورا کرنے والا ہے۔ اور

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کامل بروز

ہے۔ اور آپ کے دین کو قائم کرنے اور قرآن شریف کی تعلیم کو روشن کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے اُسے مبعوث فرمایا ہے ان پیشگوئیوں کا ذکر قرآن کریم کی متعدد سورتوں میں اپنے اپنے مقام پر کیا گیا ہے۔ خصوصاً قرآن کریم کی آخری سورتوں میں) یہ مدعی حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام

بانی سلسلہ احمدیہ

ہیں۔ آج سے قریباً ساٹھ سال پہلے خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ پر وحی نازل ہوئی اور خدا تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ تجھے محمد رسول اللہ صلے اللہ اور اسلام کی خدمت کے لئے اور خدا تعالیٰ کے نام کو دنیا میں دوبارہ روشن کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اور تجھے وہی رتبہ دیا گیا ہے۔ جو پہلے انبیاء کو دیا گیا تھا۔ سوائے اس فرق کے کہ تو قرآن اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کامل متبع ہے اور کوئی نئی شریعت تجھے نہیں دی گئی۔ چنانچہ آپ کو الہام ہوا کہ

کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ۔[1]

تمام برکتیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتی ہیں پس بہت برکت والا ہے وہ بھی جس نے سکھایا یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور بہت برکت والا ہے وہ بھی جس نے سیکھا یعنی احمد قادیانی علیہ السلام۔

پھر آپ کو کہا گیا:-

دُنیا میں ایک نذیر آیا

پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"[2]

قرآن کریم میں نذیر نبیوں کا نام آتا ہے اور بانی سلسلہ احمدیہ کے ایک الہام میں نذیر کی بجائے نبی کا لفظ بھی آتا ہے۔ آپ کا کام یہ تھا کہ آپ تاریکی کے زمانہ میں پھر دنیا کو خدا تعالیٰ سے روشناس کرائیں اور تازہ الہاموں اور معجزات سے اس مادی دنیا کے دل میں

روحانیت کا بیج

دوبارہ بو دیں۔ جس وقت آپ نے دعویٰ کیا اُس وقت آپ اکیلے تھے۔ دُنیا میں آپ کا کوئی رسوخ نہیں تھا۔ آپ ریل سے دور۔ تار گھر سے محروم۔ ڈاک کی سہولتوں سے محروم۔ ایک چھوٹے سے گاؤں میں جس کی آبادی چودہ پندرہ سو تھی ظاہر ہوئے اور اسی وقت آپ نے دنیا میں یہ اعلان فرمایا کہ خدا تعالیٰ میری سچائی کو دنیا پر ثابت کر دے گا۔ اور

دنیا کے دور دراز کناروں تک

میری تبلیغ پہنچے گی۔ اور آپ نے یہ اعلان کیا کہ نہ صرف یہ کہ خدا مجھے دنیا کے کناروں تک شہرت دے گا بلکہ میرے سلسلہ کو قائم رکھے گا۔ اور مجھ پر ایمان لانے والے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کریں گے۔

اور نو سال کے اندر

میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا

جو خصوصیت سے میری پیشگوئی کو پورا کرنے والا ہوگا۔ اور دنیا کے کناروں تک اس کا نام پہنچے گا۔ وہ جلد جلد ترقی کرے گا۔ اور روح القدس سے برکت دیا جائے گا۔ ان الہامات کے شائع ہونے کے بعد آپ کی مخالفت بڑے زور شور سے ہوئی۔ کیا ہندو اور کیا مسلمان اور کیا عیسائی اور کیا سکھ سب کے سب آپ کے پیچھے پڑ گئے۔ اور ہر ایک نے آپ کے تباہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ مخالفت ہی اپنی ذات میں اس بات کی علامت تھی کہ بانی سلسلہ احمدیہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ کیونکہ اسی قسم کی

عالمگیر مخالفت

بالعموم سچے نبیوں ہی کی ہوا کرتی ہے۔ مگر باوجود اس کے کہ آپ اکیلے تھے اور آپ کے مقابلہ میں ساری دنیا جمع تھی۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کی آواز کو بلند کرنا شروع کیا۔ اور ایک ایک دو دو کر کے لوگ آپ پر ایمان لانے شروع ہوئے اور بڑھتے بڑھتے یہ جماعت پنجاب اور ہندوستان میں پھیلتی ہوئی دوسرے ممالک کی طرف نکل گئی۔ جب بانی سلسلہ احمدیہ ۱۹۰۸ء میں فوت ہوئے تو اس وقت آپ کے مخالفوں نے یہ شور مچایا کہ اب یہ سلسلہ تباہ ہو جائے گا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے آپ کی جماعت کو

حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ

کے ہاتھ پر جمع ہونے کا موقع دے دیا۔ اور وہ اس جماعت کے اسلامی اصول کے مطابق پہلے خلیفہ منتخب ہوئے آپ

---

[1] حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۵

[2] براہین احمدیہ حاشیہ صفحہ ۵۵۷

کی خلافت کے دوران جب مغربی تعلیم سے متاثر لوگوں نے اصول خلافت پر اعتراضات کرنے شروع کئے۔ اور یہ فتنہ بڑھنا شروع ہوا۔ حتیٰ کہ جب ۱۹۱۴ء میں آپ فوت ہوئے تو ان لوگوں نے جو کہ خلافت کے مسئلہ کے خلاف تھے نظام سلسلہ کو درہم برہم کرنے کی کوشش کی۔ راقم الحروف جو بانئی سلسلہ عالیہ حضرت احمد علیہ السلام کا بیٹا ہے اُس وقت

پچیس سال کی عمر

کا تھا۔ اور تمام مادی ذرائع سے محروم تھا جماعت کی باگ ڈور کلی طور پر اُن لوگوں کے ہاتھ میں تھی جنہوں نے خلافت کے اصول کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا لیکن قادیان کی موجودہ جماعت کی کثرت جنہیں یہ باغی لوگ جاہلوں کی کثرت کہتے تھے اِس بات پر مصر تھی کہ ہم خلافت کے طریق کو قرآنی احکام کے مطابق جاری رکھیں گے۔ چنانچہ ان لوگوں کے اصرار پر میں نے جماعت احمدیہ سے بیعت لے لی اور

خلیفۂ ثانی

کے طور پر جماعت کی، اسلام کی اور دنیا کی خدمت کا کام شروع کیا چونکہ جماعت کے سر آوردہ اور بڑے لوگ مخالف ہو گئے تھے اس لئے جماعت کی حالت اُس وقت بہت خطرناک نظر آتی تھی۔ اور ہر دلی دنیا کی نظر میں بھی اب اس امید سے اُٹھ رہی تھیں کہ چند دن میں اس سلسلہ کی عمارت پاش پاش ہو جائے گی مگر اُس وقت

خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا

کہ وہ میری مدد کرے گا اور مجھے غلبہ دے گا۔ اور میرے مخالفوں کو جو طاقتور ہیں کمزور کرے گا۔ اور اُن میں تفرقہ پیدا کر کے انہیں پاش پاش کر دے گا۔ احمدیہ جماعت میں سے زیادہ تعلیم یافتہ اور زیادہ تجربہ کار آدمی نکل گئے۔ احمدیہ جماعت میں سے زیادہ مالدار اور زیادہ رسوخ والے آدمی الگ ہو گئے۔ وہ لوگ جو سلسلہ کا دماغ سمجھے جاتے تھے وہ اس سے کٹ گئے۔ میری عمر کے لحاظ سے خلافت سے بغاوت کرنے والا گروہ یہ آواز میں بلند کرتا تھا کہ سلسلہ کی باگ ڈور ایک بچہ کے ہاتھ میں چلی گئی ہے اب یہ سلسلہ تباہ ہو کر رہے گا۔

لیکن وہ خدا کہ جس نے قرآن شریف نازل کیا، وہ خدا کہ جس نے اس دنیا کے لئے

ایک روحانی نظام

بنایا ہے جس کے ماتحت یہ دنیا ترقی

کر رہی ہے۔ وہ خدا جس نے احمد علیہ السلام مسیح موعود و مہدی معہود کو بتایا تھا کہ وہ اُن کی ذریت سے ۱۸۸۶ء سے کر ۹ سال کے اندر ایک لڑکا پیدا کرے گا۔ جو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم جلد جلد ترقی کرے گا اور دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا اور اسلام کو دنیا میں پھیلا کر اسیروں کی رستگاری اور مُردوں کے احیاء کا موجب ہو گا اُس کی بات پوری ہوئی اور اُس کا کلمہ اُونچا رہا۔ ہر روز جو طلوع ہوتا تھا وہ

میری کامیابی

کے سامانوں کو ساتھ لاتا تھا۔ ہر روز جو غروب ہوتا تھا وہ میرے دشمنوں کے تنزل کے اسباب چھوڑ جاتا تھا۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو میرے ذریعہ سے دنیا بھر میں پھیلا دیا۔ اور قدم قدم پر خدا تعالیٰ نے میری راہنمائی کی۔ اور بیسیوں مرتبوں پر اپنے تازہ کلام سے مجھے مشرف فرمایا۔ یہاں تک کہ ایک دن اُس نے مجھ پر یہ ظاہر کر دیا کہ میں ہی وہ موعود فرزند ہوں جس کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

۱۸۸۶ء میں

میری پیدائش سے تین سال پہلے دی تھی اس وقت سے خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد اور بھی زیادہ زور پکڑ گئی۔ اور آج دنیا کے ہر براعظم پر احمدی مشنری اسلام کی لڑائیاں لڑ رہے ہیں۔ قرآن جو ایک بند کتاب کے طور پر مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا۔ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت اور مسیح موعود علیہ السلام کے فیض سے ہمارے لئے یہ کتاب کھول دی ہے۔ اور اس میں سے نئے سے نئے علوم ہر روز ظاہر کئے جاتے ہیں۔

دنیا کا کوئی علم نہیں جو اسلام کے خلاف آواز اُٹھاتا ہو اور اس کا جواب خدا تعالیٰ نے مجھے قرآن کریم سے ہی نہ سمجھا دیتا ہو۔

ہمارے ذریعہ سے پھر قرآنی حکومت کا جھنڈا اُونچا کیا جا رہا ہے اور خدا تعالیٰ کے کلاموں اور الہاموں سے یقین اور ایمان حاصل کرتے ہوئے ہم دنیا کے سامنے پھر

قرآنی فضیلت

کو پیش کر رہے ہیں۔ گو دنیا کے ذرائع ہماری

نسبت کروڑوں کروڑ گنے زیادہ ہیں لیکن دنیا خواہ کتنا ہی زور لگائے مخالفت میں کتنی ہی بڑھ جائے یہ ایک قطعی اور یقینی بات ہے کہ سورج ٹل سکتا ہے ستارے اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں۔ زمین اپنی حرکت سے رک سکتی ہے لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور

اسلام کی فتح

میں اب کوئی شخص روک نہیں بن سکتا قرآن کی حکومت دوبارہ قائم کی جائے گی اور دنیا اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بتوں یا انسانوں کی پوجا چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کرنے لگے گی اور باوجود اس کے کہ دنیا کی حالت اس وقت قرآنی تعلیم کو قبول کرنے کے خلاف ہے۔ اسلام کی حکومت پھر قائم کر دی جائے گی۔ اسی طرح کہ پھر اُس کی جڑ ہلا نا انسان کے لئے ناممکن ہو جائے گا۔ اس شیطان کی برباد کردہ دنیا کے جنگل میں خدا نے پھر ایک بیج بویا ہے۔

مَیں ایک ہوشیار کرنے والے کی صورت میں دنیا کو ہوشیار کرتا ہوں کہ یہ بیج

بڑھے گا۔ ترقی کرے گا۔ پھیلے گا اور پھیلے گا اور وہ روحیں جو بلند پروازی کا اشتیاق رکھتی ہیں۔ جن کے دلوں کے مخفی گوشوں میں خدا تعالیٰ کے ساتھ ملنے کی تڑپ ہے۔ وہ ایک دن اپنی مادی خوابوں سے بیدار ہوں گی۔ اور بے تاب ہو کر اس درخت کی ٹہنیوں پر بیٹھنے کے لئے دوڑیں گی تب اس دنیا کے فساد دُور ہو جائیں گے۔ اس کی تکلیفیں مٹا دی جائیں گی۔ خدا تعالیٰ کی بادشاہت پھر اس دنیا میں قائم کر دی جائے گی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبت انسان کے لئے سب سے قیمتی متاع قرار پائے گی۔ اور دنیا کی یہ تبدیلی ہی فساد اور بدامنی کے دُور کرنے کا ذریعہ ثابت ہو گی۔ اور صرف یہی

ایک ذریعہ ہے

جس سے دنیا کا فساد اور بدامنی دور ہو سکتی ہے اس کے سوا سب کوششیں بیکار جائیں گی۔

المناک وفات

ربوہ سے یہ افسوسناک اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مبلغ سکنڈے نیویا محترم سید مسعود احمد صاحب کے اکلوتے فرزند عزیز سید مشہود احمد بعمر تین سال جو حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ابن حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے مورخہ ۱۱ر فروری ۱۹۶۴ء مطابق ۲۷ر رمضان ۱۳۸۳ھ بروز منگل پونے دس بجے صبح ہسپتال لاہور میں وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عزیز مرحوم کو اکتوبر ۱۹۶۳ء کے اوائل میں خون کے سرطان کا مرض لاحق ہو گیا تھا۔ انہی دنوں میو ہسپتال لاہور میں داخل کر کے علاج کیا گیا احباب جماعت کی شبانہ روز دردمندانہ دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور عزیز ظاہری طور پر قریباً صحتیاب ہو گیا۔ اس کے بعد ڈاکٹری ہدایت کے ماتحت ہر ہفتہ خون ٹسٹ ہوتا رہا گزشتہ دو تین ہفتوں سے خون میں پھر سرطان کے کچھ آثار ظاہر ہونے لگے۔ مورخہ ۷ر فروری کو اچانک طبیعت خراب ہو گئی اور شدید بخار رہنے لگا۔ علاج معالجہ سے بہت کوئی فرق نہ پڑا۔ عزیز کو مورخہ ۸ر فروری کو خون لاہور لے جایا گیا۔ خدائی تقدیر کے آگے علاج کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی اور اگلے روز مورخہ ۱۱ر فروری کو صبح پونے دس بجے عزیز کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی

عزیز مرحوم کی وفات اس حال میں ہوئی کہ ان کے والد محترم سید میر مسعود احمد صاحب گھر اور وطن سے ہزاروں میل دور دیار غیر (سکنڈے نیویا) میں تبلیغ اسلام کا فریضہ بجا لانے میں مصروف ہیں۔ ان کی غیر موجودگی میں ان کے اکلوتے فرزند کی وفات حسرت آیات ایک صدمۂ عظیم کی حیثیت رکھتی ہے تاہم مشیت ایزدی کے آگے صبر اور تسلیم و رضا کے سوا چارہ نہیں۔

ادارہ بدر اس صدمۂ عظیم میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب محترم سید میر مسعود احمد صاحب نیز خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خاندان حضرت سید میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جملہ افراد کی خدمت میں دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور دست بدعا ہے کہ مولا کریم والدین اور دیگر متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو اور نعم البدل سے نوازے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

ایڈریس بر موقعہ عید الفطر

جناب ڈپٹی کمشنر صاحب و جناب ایس پی صاحب گورداسپور و معزز دوستو!

جے ہند۔

آج عید کی خوشی میں جماعت احمدیہ قادیان کی درخواست پر آپ سب حضرات کی تشریف آوری اور دعوت چائے میں شمولیت ہماری خوشی میں اضافہ کا موجب بنی ہے۔ اس تکلیف فرمائی پر میں جناب ڈپٹی کمشنر صاحب و جناب ایس پی صاحب و دیگر افسران اور شہر کے معززین کا جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جماعت احمدیہ ایک بین الاقوامی مذہبی جماعت ہے۔ اس مقدس مذہبی جماعت کا قیام آج سے ۷۵ سال قبل حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کے ذریعہ عمل میں آیا۔ حضرت مرزا صاحب کو خدا تعالےٰ نے اسی زمانہ کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے قادیان میں مبعوث فرمایا۔ قادیان اُس وقت ایک معمولی گاؤں کی حیثیت رکھتا تھا جسے اپنے ضلع میں بھی کوئی اہمیت حاصل نہ تھی۔ ایسے وقت میں خدا تعالےٰ نے حضرت مرزا صاحب کو بشارت دی کہ اگرچہ تو اس گمنام بستی میں رہتا ہے لیکن ایک وقت آئے گا کہ دور دراز کے علاقوں سے لوگ تیرا پیغام سنکر تیرے پاس آئیں گے اور تجھ سے برکت حاصل کریں گے۔ اور تیرا یہ پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔ چنانچہ خدا تعالےٰ کا یہ الہام حرف بحرف پورا ہوا۔ اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوستان اور پاکستان میں لاکھوں کی تعداد میں احمدیوں کے علاوہ مشرق وسطیٰ۔ ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ اور امریکہ میں جماعت احمدیہ کے متعدد مشن قائم ہیں اور خود ان ممالک کے لوگ حضرت مرزا صاحب کے پیغام کو قبول کر کے اس خدائی بشارت کے سچا ہونے کا عملی ثبوت دے رہے ہیں۔ اس طرح جماعت احمدیہ کو ایک بین الاقوامی حیثیت حاصل ہو چکی ہے اور اس کا دائرہ اس قدر وسیع ہو چکا ہے کہ خدا کے فضل سے آج دنیائے احمدیت پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا۔

خدائی حکم کے ماتحت حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اُس زمانہ کے لوگوں میں اصلاح کے لئے کوشش کی۔ اور انہیں اپنے اندر ایک روحانی تبدیلی پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ نیز باہمی رواداری اور محبت کا سلوک کرنے کی تلقین فرمائی۔ آپ کے ماننے والوں نے اسی قسم کے حسن سلوک میں نہ صرف اپنے ہم مذہب و ہم عقیدہ لوگوں کو ملحوظ رکھا بلکہ اس دائرہ کو زیادہ سے زیادہ وسیع کیا۔ اور حضرت مرزا صاحب نے خود عمل کر کے دکھایا جس کی بے شمار مثالوں میں سے قادیان کے ایک پرانے آریہ سماجی خاندان کے ایک بزرگ لالہ ملاوامل صاحب کا واقعہ ہے۔ جن کے ساتھ حضور کے گہرے ذاتی تعلقات تھے اور باوجود اختلاف عقیدہ کے آپ نے ہمیشہ ہی ان کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کیا۔ ان کی زندگی کا ایک واقعہ بڑا دلچسپ اور قابل ذکر ہے۔ لالہ ملاوامل صاحب کو جوانی کے عالم میں تپ دق کا موذی مرض لاحق ہو گیا۔ اس بیماری سے لاچار ہو کر لالہ صاحب حضور کے پاس آئے اور دعا کی درخواست کی۔ حضرت مرزا صاحب نے ان کو تسلی دی اور خدا تعالےٰ سے ان کی صحتیابی کے لئے صدق دل سے دُعا فرمائی۔ چنانچہ حضور کی یہ دعا بارگاہ ایزدی میں قبول ہوئی۔ اور آپ کو بذریعہ الہام بتایا گیا کہ لالہ ملاوامل صاحب کو اس مرض سے بکلّی شفا حاصل ہو گی۔ چنانچہ چند روز کے بعد اندر لالہ صاحب کو صحت ہو گئی اور اس کے بعد لالہ صاحب تقریباً ۸۰ برس زندہ رہے اور ۱۰۴ سال کی عمر پا کر وفات پائی۔

حضرت مرزا صاحب بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے قرآن شریف کی تعلیم کی روشنی میں اعلان فرمایا کہ اصولی طور پر سب مذاہب ہی خدا تعالےٰ کی طرف سے قائم کردہ ہیں۔ اور سب مذاہب کے بانیان رشیوں۔ اوتاروں نبیوں اور بزرگوں کا چشمہ فیض ایک ہی ہے یعنی خدا تعالےٰ۔ لہٰذا کسی مذہب کے بانی کی شان میں نازیبا الفاظ زبان پر لانا درست نہیں۔ اور اپنی جماعت کو یہ تعلیم دی کہ ہندوؤں اور سکھوں کے بزرگان کا اسی طرح احترام کیا جائے جس طرح اپنے بزرگوں کا احترام کیا جاتا ہے۔ جو شخص ایسا نہیں کرتا وہ سچا مسلمان نہیں ہے اور نہ ہی میری جماعت سے اس کا تعلق ہے۔

بلاشبہ آپ کی یہ تعلیم دنیا میں حقیقی امن قائم کرنے اور مختلف مذہبی خیالات رکھنے والوں کے اولاً سے دلوں کی نفرت دور کر کے ایک دوسرے کے زیادہ قریب لانے والی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب ایک احمدی مسلمان حضرت شری رامچندر جی مہاراج و حضرت شری کرشن جی مہاراج اور حضرت گورو نانک جی مہاراج کا احترام کرے گا اور عزت کے ساتھ ان کا نام لے گا۔ تو لازمی بات ہے کہ ہمارے ہندو سکھ بھائی بھی ہمارے بانیٔ اسلام اور دوسرے بزرگوں کو عزت اور احترام کے ساتھ یاد کریں گے۔ اور اس طرح ہندو سکھ اور مسلمان سب بھائی بھائی بن کر رہیں گے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ آج اگر تمام اہل مذاہب اس سنہری اصول پر صدق دل سے عمل کرنا شروع کر دیں۔ تو ہندوستان میں مذہبی تنازعات کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو کر خوشگوار تعلقات کی فضا قائم ہو گی۔ اگرچہ یہ اصول بڑا ہی قیمتی اور فوری طور پر اپنانے کے لائق تھا۔ مگر افسوس ہے کہ ابھی تک اس پر کما حقہٗ توجہ نہیں دی گئی۔ لیکن جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے اس نے اس اصول کو اپنایا ہوا ہے۔ چنانچہ اس تعلیم کی روشنی میں ہی جماعت احمدیہ ہر سال یوم پیشوایان مذاہب مناتی ہے اور ایک ہی سٹیج سے مسلمانوں، ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں کے بزرگوں کی تعریف میں لیکچر دئیے جاتے ہیں۔ ایک مسلمان مقرر ہندوؤں اور سکھوں کے بزرگوں کی تعریف میں لیکچر کر رہا ہے۔ تو ایک ہندو اور سکھ بھائی بانیٔ اسلام حضرت محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی مہما بیان کر رہا ہے۔ یہ ہے وہ شاندار اور قابل قدر تعلیم جو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنے ماننے والوں کے دل و دماغ میں بٹھا دی ہے۔ اور اس کا خوشگوار اثر یہ ہے کہ ہمارے غیر مسلم بھائی احمدیوں کو قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور ہم بھی ان سے ویسی ہی محبت رکھتے ہیں۔ خدا تعالےٰ ان تعلقات کو دن بدن بڑھاتا چلا جائے۔

چنانچہ آج ہماری درخواست پر ہمارے معزز افسران اور شہر کے معززین کا ہماری عید کی خوشی میں شامل ہونا ہمارے ساتھ ان کی محبت اور ہمدردی کا زندہ ثبوت ہے۔ اگرچہ ہم لوگ اپنی تعداد کے لحاظ سے بہت قلیل ہیں اور معمولی اقلیت کی پوزیشن میں ہیں۔ لیکن ہم نے اپنے غیر مسلم بھائیوں اور مہربان افسران کے شریفانہ سلوک اور محبت کی وجہ سے کبھی اپنے آپ کو اقلیت میں محسوس نہیں کیا۔ قادیان کی یہ مثال سارے ملک کے لئے ایک نیک مثال ہے۔

ہمارا دیش اس وقت غیر معمولی حالات میں سے گذر رہا ہے۔ ہمارے سیاسی رہنما بعض اندرونی اور بیرونی مشکلات کی وجہ سے متفکر ہیں۔ ہمارے محبوب وزیر اعظم شری جواہر لال نہرو جی عرصہ سے بیمار ہیں۔ اور اس بیماری کی وجہ سے اس وقت اپنی بھاری ذمہ داریوں کو کما حقہٗ ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ اگرچہ گذشتہ چند روز سے یہ خوشکن خبریں موصول ہو رہی ہیں کہ آپ کی صحت کی روز بروز ترقی پر ہے۔ اور یہ کہ آپ نے تھوڑا بہت کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو جلد سے جلد صحت بخشے اور پورے طور پر تندرست ہو جائیں۔ تا آپ کی رہنمائی اور لیڈر شپ میں ہمارا دیش جو ترقیات کی منزلیں طے کر رہا ہے۔ جلد اپنی منزل مقصود کو پہنچے۔ آمین۔

ملک کی مذہبی اقلیتوں کے لئے تو آپ کا وجود بڑا ہی قیمتی ہے۔ کیونکہ آپ نے ہمیشہ اقلیتوں کے جان و مال اور عزت کی حفاظت کو اپنا ادّلین فرض سمجھا ہے۔ آپ کے اس غیر معمولی حسن سلوک ہی کا نتیجہ ہے کہ خود اقلیتوں کو بھی آپ کی ذات پر فخر ہے اور اپنے محبوب وزیر اعظم کا دل سے قدر کرتے ہیں۔

بہرحال ان نازک حالات میں ہم سب ہندو۔ سکھ اور مسلمان بھائیوں کو آپس میں محبت۔ یکجہتی اور بھائی چارہ کا اعلیٰ نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔ تاکہ ہمارے محبوب وزیر اعظم صاحب کی صحت پر اچھا اثر پڑے اور دوسرے ملکی لیڈروں کو بھی ملکی مسائل حل کرنے میں یکسوئی حاصل ہو۔ اور اس طرح پیارے دیش کو اندرونی اور بیرونی مشکلات سے بچائے رکھنے کے لئے ان کے ہاتھ مضبوط ہوں۔

اگرچہ بھارت دیش نے سیکولر نظام کو اپنایا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت کا کسی خاص مذہب کے ساتھ تعلق نہیں ہے۔ لیکن چونکہ ہمارے ملک میں مختلف مذاہب پر عقیدہ رکھنے والے بستے ہیں۔ اور ملک میں اتحاد اور یکجہتی لانے کے لئے ضروری ہے کہ مختلف العقیدہ افراد کو ایک دوسرے کے قریب لایا جائے۔ اور جہاں تک ممکن ہو ان میں نفرت کے جذبات کو دور کیا جائے۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لئے آج سے دو تین سال پہلے حکومت کی طرف سے یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ مختلف مذہبی تہوار ادل کر مل کر منایا جائے۔ چنانچہ دو سال پہلے اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے ہماری اسی عید کے موقع پر سرکاری سطح پر ایک مشترکہ تقریب منائی گئی تھی اور اس کا بہت اچھا اثر پیدا ہوا تھا مگر نامعلوم حکومت نے کیوں اس بابرکت تجویز کو ترک کر دیا ہے۔

آخر میں پھر جناب ڈپٹی کمشنر صاحب و جناب ایس پی صاحب و دیگر سرکاری افسران اور شہر کے معززین کا دوبارہ جماعت احمدیہ کی طرف سے دلی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ اپنے قیمتی اوقات میں سے کچھ وقت نکال کر تشریف لائے۔ اور ہماری درویشانہ دعوت چائے میں شمولیت سے ہماری عید کی خوشی میں اضافہ کا موجب بنے ہیں۔ امید ہے کہ آپ حضرات آئندہ بھی ہمیں اسی طرح اپنی محبت اور خلوص سے نوازتے رہیں گے۔

عبد الرحمٰن

۱۶/۲/۶۴ ناظر امور عامہ جماعت احمدیہ قادیان

درخواست دعا اخویم چوہدری نور احمد خاں صاحب پریذیڈنٹ حلقہ سول لائن لاہور کی شادی پر ایک لمبا عرصہ گزر چکا ہے مگر وہ اولاد سے محروم ہیں۔ بزرگان سلسلہ و درویشان کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا فرماویں کہ اللہ تبارک و تعالےٰ اپنے فضل سے چوہدری صاحب موصوف کو نیک صالح لمبی عمر پانے والی اولاد سے نوازے۔

خاکسار مختار احمد ہاشمی دفتر خدمت درویشان ربوہ

قادیان میں اجتماعی دعائیں اور عید الفطر کی تقریب

رمضان شریف کو اگر دعاؤں کا مہینہ کہا جائے تو بجا ہوگا کیونکہ اس مبارک مہینہ کے بیان کے سلسلہ میں خداتعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ یعنی جب میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو انہیں یقین دلا کہ میں قریب ہی ہوں جس کا پختہ ثبوت یہ ہے کہ میں ہر دعا کو قبول کرتا ہوں۔

پس اس صورت میں احمدیہ جماعت جسے دعاؤں میں خاص اعتقاد اور یقین ہے اس کے جملہ افراد کی طرف سے تو اس مبارک مہینہ میں حتی الامکان زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کی گئی ہوگی۔ چنانچہ مقامی طور پر تمام سالوں کی طرح امسال بھی ایسی ہی زندگی اور انقطاع الی اللہ کا منظر پیش ہوگیا۔ ادھر رمضان کا چاند دکھائی دیا ادھر محلہ احمدیہ کی فضا ہی بدل گئی۔ پنجگانہ نمازوں اور نماز تہجد کے علاوہ جن کا التزام تو بفضلہ تعالیٰ ہمیشہ ہی رہتا ہے۔ نماز تراویح اور تلاوت قرآن کریم اور درس القرآن کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ اور یہ سبھی مواقع خاص دعاؤں اور ذکر الٰہی کے سامان لائے۔ روزانہ ہی درس القرآن کے اختتام پر لازماً ایک اجتماعی دعا کا پروگرام رہا۔ اور آخری عشرہ مبارکہ میں اعتکاف کی عبادت کا اضافہ ہوگیا۔ جن خوش نصیب افراد کو خدا تعالیٰ نے توفیق دی انہوں نے اللہ کے گھر میں جا ڈیرے لگائے اور مسنون طریق شب و روز دعاؤں اور ذکر الٰہی میں لگے رہے۔

ادھر رمضان کے گنتی کے دن اختتام کو پہنچے ادھر نماز تراویح اور تہجد میں کیا جا رہا قرآن کریم کا ایک ایک دور مکمل ہوا اور اس موقعہ پر بھی اجتماعی دعا ہوئی۔ مسجد اقصیٰ میں تو حضرت امیر صاحب محترم نے احباب سے خطاب بھی فرمایا۔ اور رمضان کی برکات اور اس سے روحانی استفادہ کے موضوع پر وضاحت سے روشنی ڈالی۔ اور ایک پرسوز بھی اجتماعی دعا کرائی۔ اسی طرح مسجد مبارک میں بوقت سحری ایسی ہی اجتماعی دعا کا پروگرام رہا۔ اور یہ مومنوں کو بارگاہ الٰہی میں عاجزانہ و متضرعانہ دعاؤں کا موقعہ ملا۔ یہ سب پروگرام جمعہ کی رات کو بعد نماز عشاء و بوقت سحر رہا۔

علاوہ عصر جو درس القرآن دیا جا رہا تھا اس کے اختتام پر تو زیادہ وسیع پیمانے پر اجتماعی دعاؤں کا اہتمام ہوتا ہے۔ اور اس سال تو ۲۹ر رمضان کو جمعہ کا مبارک روز تھا اس لئے اس اجتماع کی اہمیت بڑھ گئی۔ مقامی احباب خاص اہتمام کے ساتھ اس میں شریک ہوئے۔ آج درس القرآن اور دعا کا پروگرام بعد نماز عصر مقرر ہوا۔ پہلے مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری نے تیسویں پارے سے باقی ماندہ آخری ربع کا درس دیا۔ اس کے بعد بیرونجات سے آمدہ دعائیہ مراسلات سنائے جا کر احباب کے مختلف مقاصد حسنہ کے لئے دعا کی تحریک کی گئی۔ بعدہٗ حضرت امیر صاحب محترم نے احباب سے خطاب فرمایا جس میں آپ نے اس بابرکت مہینہ میں قرآن کریم کی تلاوت کرنے اس کے معانی و مطالب پر غور و فکر کرنے کی سعادت پانے پر احباب کو مبارکباد دی۔ ساتھ ہی پُر اثر انداز میں اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ جو دوست قرآن کریم ناظرہ نہیں جانتے وہ اس کلام پاک کو ناظرہ پڑھنے کی کوشش شروع کر دیں اور جو ناظرہ تو جانتے ہیں مگر اس کے معانی نہیں جانتے وہ اس کا ترجمہ سیکھنا شروع کر دیں۔ اور جو ترجمہ جانتے ہیں اس کے معانی اور مطالب پر غور و فکر کے لئے حضرت اقدس کی تفاسیر سے استفادہ کریں۔ تا کہ ان کی روحانیت ترقی کرے۔ اور فرمایا اس سے بڑھ کر یہ کہ ہم قرآن کریم کی بیان کردہ تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کریں کیونکہ عمل ہی وہ چیز ہے جس کے ہوتے ہوئے ایک انسان کسی مقدس کلام یا نصیحت سے کما حقہٗ فائدہ اٹھاتا ہے۔

اجتماعی دعا کے سلسلہ میں آپ نے سب سے پہلے اسلام و احمدیت کے روحانی غلبہ کے لئے، حضرت اقدس کی شفاء کاملہ عاجلہ کے لئے سارے احباب جماعت کی نمائندگی میں بیرونی ممالک میں گئے ہوئے مبلغین کرام کی صحت و سلامتی اور مقاصد تبلیغ میں کامیاب و کامران ہونے کے لئے خصوصی دعا کرنے کی تحریک فرمائی۔ اسی طرح خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ افراد کے لئے دعا کرنے ان کے مقاصد حسنہ میں کامیاب ہونے کی دعا کرنے کی تحریک فرمائی۔ نیز جماعت کے بیماروں اور دوسری قسم کی مختلف حاجتوں میں سب کی حاجت روائی کے لئے دعا کرنے کا ارشاد فرمایا۔

اس کے بعد پانچ بجے کے قریب پُرسوز اجتماعی دعا شروع ہوئی۔ ایک وقت تک مسجد اقصیٰ میں سب طرف سے گریہ و زاری اور خشوع و خضوع کے ساتھ بارگاہ رب العزت میں اپنی معروضات پیش کرنے کی درد بھری دعاؤں کی گنگناہٹ اور ہچکیوں اور سسکیوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ بالآخر حضرت امیر صاحب محترم نے آمین کہا۔ اور سبھی احباب اپنی پُرنم آنکھوں کے ساتھ اس بابرکت اجتماع سے فارغ ہو کر اپنے گھروں کو لوٹے۔ خداتعالیٰ سب کی دعاؤں کو قبول فرمائے۔ اور سب کی دلی مرادیں دے اور ہر ایک پر خوش ہو جائے۔ آمین۔

۲۹ر رمضان کے بعد رات گو قادیان کا مطلع ابر آلود تھا اس جگہ چاند دیکھے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اس سے بعد ازاں کے وقت ریڈیو کے ذریعہ ہندوستان کے دیگر مقامات پر چاند دیکھے جانے کی خبر سن کر مقامی طور پر صبح کو عید ہونے کا اعلان کیا گیا۔ اور معتکفین اپنے اعتکاف سے فارغ ہو کر گھر آ گئے اور صبح نو بجے مسجد اقصیٰ میں عید کا دوگانہ ادا کئے جانے کا فیصلہ ہوا۔

ہفتہ کے روز شوال کی یکم تاریخ تھی جو سب گھروں میں عید الفطر کی پُرمسرت تقریب منائی گئی۔ نو بجے صبح سب درویشان مع اہل و عیال مسجد اقصیٰ میں عید کا دوگانہ ادا کرنے کے لئے جمع ہو گئے۔ سب سے پہلے حضرت مولانا عبد الرحمان صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ نے عید کی نماز مسنون طریق پر پڑھائی۔ اور سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا سنہ ۱۹۲۲ء کا خطبہ عید الفطر پڑھ کر سنایا جو بدر کی گزشتہ اشاعت میں درج کیا گیا تھا اور حسن اتفاق سے یہی خطبہ اس موقعہ کے لئے اخبار الفضل میں بھی شائع ہوا۔ سب صاحبان نے اپنے محبوب آقا کے روحانی فرمودات کو نہایت توجہ سے سنا۔ اور باوجود ایک عرصہ پہلے کا خطبہ ہونے کے اپنی ادبیت اور روحانی تاثیرات کے یوں معلوم ہوتا تھا کہ تازہ بتازہ ہے۔ خطبہ کے تمام ہونے پر حضرت امیر صاحب نے تمام احباب سمیت پُررقت اجتماعی دعا فرمائی۔ اس کے بعد احباب نے ایک دوسرے کو عید مبارک کا زبانی تحفہ پیش کیا اور مصافحہ اور معانقہ سے دلی خوشی کا مظاہرہ کیا۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے باوجود اپنی شدید علالت کے بعض دوستوں کا سہارا لیتے ہوئے نماز عید اور اجتماعی دعا میں شرکت کے لئے تشریف لے آئے تھے۔ نماز وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ مسجد اقصیٰ کے پرانے حصہ میں دیوار اور تکیہ کا سہارا لے کر بیٹھے رہے اور اسی حالت میں احباب کو معانقہ کا شرف بخشا۔ احباب باری باری مقدس خاندان کے اس مبارک وجود کے پاس آ کر معانقہ کرتے اور برکت حاصل کر کے جاتے آپ کی علالت کو دیکھ کر آپ کی شفاء کاملہ عاجلہ کیلئے دل سے دعائیں کرتے جاتے۔

الغرض اس طرح پر رمضان المبارک کے اختتام پر اجتماعی دعاؤں اور عید الفطر کی مبارک تقریب اسوقت بھی خصوصی دعاؤں کے مواقع میسر آئے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

برائے داخلہ مدرسہ احمدیہ

احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان توجہ فرمائیں

صدر انجمن احمدیہ قادیان مبلغین سلسلہ کی ضرورت کے پیش نظر ہر سال ابتداء میں "مولوی فاضل" کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے طلبہ کا داخلہ مدرسہ احمدیہ میں کرتی رہی ہے لہٰذا امسال بھی اس ضرورت کی تکمیل کے لئے طلباء درکار ہیں۔ اس لئے احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے درخواست ہے کہ اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ کے داخلہ کے لئے مرکز بھیجیں۔ داخلہ فارم نظارت ہذا سے ۲۰ر مارچ تک حاصل کر کے اور صحیح خانہ پُری کے بعد ۱۰ر اپریل ۱۹۶۲ء تک نظارت ہذا کو پہنچ جانا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل امور خاص توجہ کے قابل ضروری ہیں۔

۱۔ بچے کی تعلیم کم از کم مڈل سٹینڈرڈ تک ہونی ضروری ہے۔
۲۔ بچہ اردو زبان بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہو۔
۳۔ نیز قرآن کریم ناظرہ روانی سے پڑھ سکتا ہو۔

نوٹ:۔ صدر انجمن احمدیہ کی جانب سے چار وظائف بھی مقرر ہیں جو طالب علم کی ذہنی اخلاقی، تعلیمی اور اقتصادی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے دیئے جائیں گے۔
خواہشمند احباب مقررہ تاریخ تک فارم پُر کر کے نظارت ہذا کو ارسال فرمادیں۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

شریعت اسلام پر گستاخانہ حملے اور انکے سنجیدہ جوابات

منقول از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۶۶ء

نوٹ :- ایڈیٹر کا مضمون نگار کی ہر بات سے متفق ہونا ضروری نہیں -

پروفیسر جے - این ڈی اینڈرسن ڈائرکٹر آف انسٹی ٹیوٹ ایڈوانسڈ لیگل اسٹڈیز - لندن یونیورسٹی نے ہندوستانی قانونی انسٹی ٹیوٹ کے جلسے میں جس کی صدارت سپریم کورٹ کے جسٹس ہدایت اللہ کر رہے تھے مسلم پرسنل لاء میں تبدیلیوں کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ شریعت اسلام اب مسلم لاء میں اپنے اعلیٰ مقام سے گر گئی ہے - بیشمار تبدیلیوں کے سبب اس کی تعمیل شدت کے ساتھ نہیں ہو رہی - شریعت کے احکامات کے علاوہ مسلم پرسنل لاء میں نئے نئے قوانین شامل کر دیئے گئے ہیں -

انہوں نے کہا کہ آج سے سو برس پہلے بھی جبکہ یہ دعویٰ کیا جاتا تھا کہ شریعت قانون اسلام میں مقدم ترین اہمیت رکھتی تھی - حقیقت کچھ اور تھی - دراصل مسلم امراء نے اس کی تعمیل کبھی کی ہی نہیں ہمیشہ [illegible] بازی کرتے رہے -

مسلم پرسنل لاء میں تبدیلیوں کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ شریعت تو ایک سے زائد شادیاں کرنے کی اجازت دیتی ہے مگر اسلامی حکومتیں اس کے خلاف چل رہی ہیں - تیونس اور مراکش میں شریعت کا یہ حکم بالکل ہی ممنوع قرار دیدیا گیا ہے - عراق میں عدالت پر چھوڑ دیا گیا ہے مگر یہ مرضی عام طور پر مخالفت میں نہیں دی جاتی وغیرہ وغیرہ

مانڈین ایکسپریس ۹ جنوری صفحہ ۶ کالم نمبر ۱ ہم نے اس کا جواب لکھ کر اخبار انڈین ایکسپریس کو بھیجا - جو ۱۹ جنوری کے شمارہ میں مختصراً شائع بھی ہو گیا - مگر پروفیسر کے بعد ہی جو بات مسٹر چھاگلہ یونین ایجوکیشن منسٹر صاحب نے زبانی وہ اسی انگریزی اخبار کے ۱۰ جنوری کے شمارہ کے صفحہ ۷ کالم ایک پر شائع ہوئی - اس کا جواب جو بھیجا گیا تو وہ اخبار نے شائع نہیں کیا - چھاگلہ صاحب نے فرمایا کہ

۱- وہ سارے ملک میں ایک قانون ہونے کے طرفدار ہیں بلکہ سختی کے حامی ہیں -

۲- کیا صرف ایک شادی کرنے کا قانون نافذ کرنے سے مسلمانوں کی مذہبی زندگی میں کوئی مداخلت یا ان کی حق تلفی ہوتی ہے

۳- اُن کے خیال میں ایسا نہیں ہے

۴- ہندوستان کا کوئی ریاستی مذہب نہیں ہے

۵- جو بات ایک فرد کے لئے بہتر ہے وہ سب کے لئے بہتر ہے -

۶- جب حکومت مالی - سیاسی زندگیوں میں مداخلت کر سکتی ہے اور معاشرتی بہتری کا قانون بنا سکتی ہے تو مذہبی امور کو بھی اس کے اختیارات سے مستثنیٰ نہیں کیا جا سکتا -

۷- مسلم لاء میں جج صاحبان اپنی رائے سے تبدیلیاں کرتے رہے ہیں اور اسلامی احکامات کی تفسیر کرتے رہے ہیں -

۸- مذہب عقیدہ اور اصول سب کا ایک معیار مقرر ہونا چاہیئے اور یہ بات بالکل صاف ہو جانی چاہیئے کہ حکومت کس حد تک قانون شریعت (مسلم لاء) میں مداخلت (رد و بدل) کر سکتی ہے -

۹- اگر ایک قانون کسی ایک کے مفاد کیلئے بنایا جائے تو طاقت کے ہر تہذیبی قانون کیلئے اسکو قبول کرنا واجب ہے -

۱۰- ہندوستان کے کروڑ مسلمان اپنے نمائندے پارلیمنٹ میں بھیجتے ہیں اور پارلیمنٹ ہی کے حکم کو اعلیٰ ترین مقام دیا جانا چاہیئے -

اور تو اور پروفیسر اینڈرسن کو جو جواب دیا گیا وہ پورا شائع نہیں ہوا اور چھاگلہ صاحب کی خدمت میں جو جواب پیش کیا گیا وہ بالکل ہی نہیں چھاپا گیا - اگر یہ اخبار یہ دونوں جوابات بجنسہ شائع کر دیتا تو ثابت ہوتا کہ اس کی پالیسی غیر جانبدارانہ ہے اور اس نے اینڈرسن صاحب اور چھاگلہ صاحب کے بیانات غیر متعصبانہ دیانت کے ساتھ صرف بطور اخبار ہی شائع کئے -

بہر حال ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مستشرقین کا چھپا ہوا اعلان ہندوستان میں بہت سے اغراض ظاہری اور باطنی کے ماتحت ہوا تھا - اور باطنی اغراض میں شاید ساری فہرست میں صرف "رد شریعت اسلامیہ" ہی تھا - کیونکہ کسی اور مذہب یا اس کے قانون کے متعلق کوئی بیان یا خرابی نہیں بیان شائع نہیں کیا گیا -

عنوان بحث نہ صرف مسلم پرسنل لاء جو شریعت مقدسہ کے تحت ایک جز رہے بلکہ خود شریعت شریف ہی معرض بحث میں آگئی -

مسلم پرسنل لاء میں ترمیم کا سوال کچھ دن ہوئے پارلیمنٹ میں اٹھایا گیا - بڑی شدت سے ملک بھر میں ایک ہنگامہ سا کھڑا ہو گیا - جمعیۃ علماء نے اپنے اجلاس منعقدہ میرٹھ میں بڑا شور و غل مچایا -

آخر پنڈت جواہر لال نہرو نے یقین دلایا کہ حکومت اپنی طرف سے کوئی مداخلت نہیں کرے گی - اگر مسلمان خود ہی چاہیں گے تو ایسا ہوگا - جمہوریہ ہند کے صدر ڈاکٹر رادھا کرشنن صاحب نے ایک تقریر میں یقین دلایا کہ اگرچہ حکومت کا کوئی مذہب نہیں ہے مگر اس کے معنے یہ نہیں کہ حکومت کسی مذہب کا احترام نہیں کرتی - ہمارے ملک کے دستور میں ہر مذہب والے کو پورا پورا اختیار ہے کہ وہ اپنے عقیدہ کے مطابق عمل کرے اور حکومت کوئی مداخلت جائز نہیں سمجھتی

مسلمانوں کی اور جماعتوں اور اخباروں نے بھی واویلا کی اور اس طرح یہ خطرناک مسئلہ دب گیا - میں نے لکھا تھا کہ "یہ ہنڈیا دھیمی آگ پر رکھ دی گئی ہے اور آج نہیں کل - کل نہیں پرسوں بالکل تیار ہو جائے گی"۔

مستشرقین کی کارروائیوں سے میرے گمان کی تصدیق ہو گئی - ابھی یہ دم پر ہے کچھ گرمی نیچے سے کچھ اوپر سے پہنچائی جا رہی ہے یعنی کچھ باہر سے اور کچھ ملک کے اندر سے مختلف پیرایہ بدل کر اور مواقع مسلسل مہیا کیا جا رہا ہے -

بات کھٹ نہیں کی جا رہی ہے - پروفیسر اینڈرسن یا مسٹر چھاگلہ دونوں الگ الگ مذہب کے ماننے والے ہیں اور جب تک وہ اپنے بالکل لا مذہب ہونے کا اعلان نہ کر دیں - یہ تعصب کی بدگمانی سے نہیں بچ سکتے -

پروفیسر اینڈرسن تو عیسائی ہی ہوں گے اور اگر ایک عیسائی شریعت اسلامیہ کی اس بے تکلفی کے ساتھ توہین اور تردید کرتا ہے تو یہ کوئی عجیب بات نہیں جو دو سو برس سے یہی ہوتا چلا آ رہا ہے اور عالم اسلام اس سے باخبر ہے - یہ صلیبی قوم کی ریشہ دوانیاں کب جاتی ہیں کہ اسلام اپنے اعلیٰ مقام پر قائم رہے - یہی جب ہندوستان پر حکومت کرتے تھے تو انہوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو ہمیشہ لڑوایا اور اپنے تبلیغی ادارے قائم کئے - وہ مسلمانوں کو تو مرتد نہ کر سکے - البتہ اوروں کو انہوں نے شامل کر لیا اور جب ملک میں ایک بھی صلیبی نہ تھا وہاں آج کروڑوں موجود ہیں لیکن وہ اسلام یا مسلمانوں کو اس سے نہ کچھ نقصان پہنچا سکے اور نہ ان کی تعداد کو کم کر سکے بلکہ یہ تعداد ہمیشہ بڑھتی ہی گئی اور گھٹی نہیں -

ظاہر ہے کہ تعداد بڑھنے کے اسباب میں ایک سبب اسلامی قانون ازدواج کی وسعت بھی ہو سکتا ہے - شاید اسی لئے پروفیسر صاحب نے اسلام کی شریعت کو اپنے اعلیٰ مقام سے گرا ہوا اور ناقابل عمل ثابت کرنے کے لئے موقع جو تلاش کیا تو وہ ایک سے زیادہ بیویوں کے قانون پر ہی توڑی - یہ بڑی مدبرانہ بات ہے - اس قانون کو ختم کرنے سے بڑے دلچسپ نتائج نکل سکتے ہیں - مثلاً یہ -

۱- جدید مردم شماری اور عالمی جائزہ سے ثابت ہوا ہے کہ دنیا میں لڑکیاں زیادہ اور لڑکے بہت کم ہیں -

۲- اگر مسلمانوں کو ایک سے زیادہ شادی سے روک دیا گیا تو بے تعداد مسلمان لڑکیاں جو اپنی زیبائش اور آرائش میں پہلے ہی نیم عیسائی یا نیم خراب ہو چکی ہیں یا عیسائی ہو جائیں گی یا ایسی اولاد پیدا کرنے پر مجبور ہوں گی جو غیر مذہب ہو یا لا مذہب، اور اس ترکیب سے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد رک جائے گی اور رفتہ رفتہ کم ہو جائے گی -)

میں نے باطنی وجوہات میں سے بڑے گمان یہ بھی بات بھی ہے کیونکہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ نہ میرے ہمارا اجیریاں ہماری اگر تکلیف پہنچ رہی ہے دوسروں کو - یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قوم کی بہتری اسی میں ہے کہ اس میں بچے پیدا ہوں کم ہوں تاکہ ہر فرد کی اقتصادی حالت متوازن ہو جائے - فیملی پلاننگ اسی لئے جاری کیا جا رہا ہے اور یہ مسلمان مالک بھی کر رہے ہیں - پروفیسر اینڈرسن کو ان سب باتوں کے نتیجے میں کچھ اور ہی شاید نظر آ رہا ہو بہر صورت میں ان کو جواب دے چکا ہوں کہ شریعت مقدسہ ہمیشہ اپنے اعلیٰ ترین مقام پر رہی ہے - آج بھی ہے اور رہے گی - اور مسلمان کبھی کسی قانون کو جو شریعت مقدسہ کے قانون سے ذرہ برابر بھی الگ ہو تسلیم نہیں کر سکتا - اور امور مذہبی میں کسی اور غیر شرعی قانون کی اس کی نظر میں کوئی وقعت نہیں ہے -

کسی قانون کی خلاف ورزی سے خلاف ورزی کرنے والا مجرم اور ذلیل ہوتا ہے قانون نہیں - اس لئے پروفیسر کا یہ کہنا کہ شریعت اپنے اعلیٰ مقام پر نہیں ہے - غلط ہے -

قانون ازدواج اسلامی خود اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے مشروط ہے - انصاف عدل، اور صلاحیت اس کی شرطیں - اگر تمام کائنات ملکر بھی خدا کے قانون کو نہ ماننے یا اس کو بدل دے - تو وہ صرف اپنے لئے برا ایسا کرتی ہے قانون جوں کا توں موجود ہے اور رہے گا - رہے ممالک اسلامیہ تو مسلمانوں کو حق ہے کہ وہ دیکھیں کہ دوسرے مسلمان ملک خدا ئی [illegible] کی پوری پوری تعمیل کر رہے ہیں یا نہیں - اگر کسی اسلامی ملک کی حکومت یہ دیکھتی ہے کہ عام طور پر مسلمان عیش پرستی کی خاطر خدا کی دی ہوئی اجازت کی آڑ لے رہا ہے تو اس مسلمان حکومت کا فرض ہے کہ وہ اللہ کے قائم کئے ہوئے نظم کو برقرار کرنے کے لئے ایسے قاعدے اور قوانین بنائے کہ شریعت مقدسہ محض دھوکے کی ٹٹی بن کر نہ رہ جائے - کوئی غیر مسلم حاکم یا حکومت ایسا کرنے کا حق نہیں رکھتی اور جو کرتا ہے وہ خدا کے انعامات سے اس کے بندوں کو روکنا چاہتا ہے -

اب جناب چھاگلہ کے ارشادات کو حقیقت کے آئینہ میں دیکھنا چاہیئے -

الجواب ! (۱) سارے ملک میں پہلے ہی

(بقیہ صفحہ ۹)

سے ایک ہی قانون تعزیرات عمل میں ہے۔ اس کا نام سول پروسیجر کوڈ ہے۔ اسی قانون میں مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے مذہبی اور خانگی معاملات کو ان کے اپنے اپنے مذہب کے احکامات کے مطابق فیصل کئے جانے کے احکامات موجود ہیں۔ عورت اور مرد کا تعلق ذریعہ شادی ہی تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ قانون ملک کے طول و عرض میں رائج ہے۔

ہندو پھیرے کرتے ہیں۔ مسلمان قاضی اور خطبہ نکاح کے ذریعہ شادی رچاتے ہیں اور عیسائی گرجا میں پادری صاحب کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ ملواتے ہیں۔ کچھ لوگ عدالت میں شادی رجسٹر کراتے ہیں اگرچہ ایک ہی مقصد کو حاصل کرنے کی تمام صورتیں نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر ان صورتوں کو بدلنا مقصود ہے تو اور بات ہے۔

۲- جی ہاں ایک شادی کے قانون سے مذہبی زندگی میں قطعی مداخلت ہے۔ اس لئے کہ مسلمانوں کا مذہب اجازت دیتا ہے کہ حسب حالات وہ ایک سے زیادہ شادی کرنا چاہیں تو کر سکیں۔ اور وہ بھی صرف مسلمان عورت سے۔ اور وہ شادی ہی کر سکتے ہیں۔ اسلام میں زنا سب سے بڑے اخلاقی گناہ کا نام ہے جو لوگ ایک شادی کے مدعی اور علمبردار ہیں۔ ان کے ہاں کرسٹین کیلر جیسی عورتیں اور پروفیومو اور وارڈ جیسے مرد ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی کچھ کم مثالیں نہیں ہیں۔ اسلام یہ چاہتا ہے کہ عورت مرد ہر وقت ایک دوسرے سے کھل کھیل ہو کر بالکل حیوانی اور لامذہب پیدا کریں۔ اور انسان کتے بلی کی طرح اپنے نفس کی خواہشات کو پورا کرتا پھرے۔ بلکہ ضبط صبر اور صبر تحمل انسان کو دستور بنا دیا۔ اور اگر استطاعت ہو اور انصاف کر سکے تو بجائے در پردہ حرام کاری کے شادی ہی کر لے ایک یا ایک سے زیادہ عورتوں کو بیوی بنا کر رکھے تاکہ وہ بھی مہذب انسانی زندگی گزارے اور عورتیں بھی خفیہ یا علانیہ بے حیائی سے بچیں۔

۳- آپ کے خیال میں تعلق اسلام کے مذہب سے کچھ نہیں ہے اور نہ آپ سے کوئی رائے دریافت کی گئی ہے۔

۴- بے شک جمہوریت کا کوئی مذہب نہیں۔ آپ کی حکومت کے مدبر فرماتے ہیں کہ حکومت ہر مذہب کا احترام کرتی ہے اور آپ کے ملک کا دستور رحمی کو نافذ کرنے کے لئے آپ جیسے ذی علم و دانش حضرات منصب وزارت پر مامور ہیں یہ بھی کہتا ہے کہ ہر مذہب والے ہندوستانی کو پوری پوری آزادی ہے کہ وہ اپنے مذہب کے احکامات کے مطابق عمل کرے باوجود جمہوریہ ہند لامذہب ہونے کے سب مذہبوں کی ضامن اور محافظ ہے۔ یہ

چین نہیں ہے ہندوستان جنت نشان ہے۔

۵- یہ بات قابل غور طلب ہے کہ جو ایک کے لئے بہتر ہو وہ سب کے لئے بہتر ہونی چاہیئے۔ یہ معاملہ مذہبی ہے۔ آپ کی شادی اگر آپ پھیروں کے ذریعہ ہوئی ہوگی وہ آپ کی نگاہ میں قطعی بہتر طریقہ ہے۔ لہذا جب ایک کے لئے بہتر ہے تو ہر ہندوستانی کے لئے یہی طریقہ ہونا چاہیئے۔ آپ کی مادری زبان ہندی ہے۔ یقیناً آپ کے خیال میں وہ بہتر زبان ہے لہذا ہر ہندوستانی کی مادری زبان ہندی ہونی چاہیئے۔ آپ دیوناگری رسم الخط کو بہتر سمجھتے ہیں۔ لہذا دنیا کی یا کم از کم سارے ہندوستان کی زبانیں دیوناگری میں لکھی جانی چاہئیں۔ آپ کے خیال میں یہ طریقہ بہتر ہے کہ مرنے کے بعد دفن نہ کیا جائے بلکہ جلا دیا جائے۔ آپ کا اپنا دستور بھی یہی ہے۔ لہذا ہر ہندوستانی کو صرف جلایا جانا چاہیئے دفن بالکل بند۔ سب قبرستان ختم۔ سب کو مسمار کر کے خالصہ کر لینا چاہیئے۔

"چھاگلہ" بہت اچھا نام ہے آپ کے لئے بہت بہتر اور موزوں ہے اس لئے ہر ہندوستان کے رہنے والے کا نام چھاگلہ ہونا چاہیئے۔ جس چیز کو آپ بہتر سمجھتے تصور کرتے ہیں۔ ہر ہندوستانی کو وہی بہتر جاننی چاہیئے۔

بات تو خاص صاف ہی سی ہے۔ کیا آپ کے نزدیک ہندو دھرم بہترین دھرم نہیں؟ یقیناً ہے۔ اسی کو ماننا اور اسی پر عمل کرنا انسانیت کے لئے بہتر ہے ورنہ انسانیت تباہ ہو رہی ہے۔ یہ تو ایک کی بہتری کا معاملہ نہیں، ایک گروہ کے لئے یہ بہتر چیز ہے۔ لہذا تمام ہندوستانیوں کو صرف ہندو دھرم اختیار کرنا چاہیئے۔ اور سب دھرم اور دین منسوخ ہونے چاہئیں اصول پرستی کا تو تقاضا یہی ہے کہ جو بات ایک کیلئے بہتر ہے وہ سب کے لئے بہتر ہو۔ ادب سے گزارش کروں گا کہ ان سب "بہتر دین" کی ایک فہرست عطا فرمایئے۔ جو آپ کے نزدیک ایک کے اور اس لئے سب کے لئے قانوناً بہتر ہونی چاہیئے تاکہ ان ہندوستانیوں کو جن کو جہالت سے ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی، پارسی بنا رکھا ہے غور کر کے آپ کے گرانقدر مشوروں سے استفادہ کرنے کا موقع ملے۔

۶- کیوں نہیں مذہبی امور میں مداخلت کیجئے۔ در حقیقت یہ مذہب بڑی ہی نقصان دہ چیز ہے۔ دیکھئے ملک کے ہر گوشے کرائے آئے دن فساد ہوتے ہیں، کروڑوں عمارتیں، مسجدوں، مندروں کے روپ میں بگڑی ہوئی ہیں۔ یہ سب ہی ہندوستان سے ختم ہو جائیں تو بہتر ہے۔ پوری یک جہتی ہو جائے۔ اور ہم سب بھینا جیسے دیندار ملک کو [illegible]

سمجھا کر سکیں گے۔

۷- جی ہاں قاضی صاحبان فیصلے دیتے رہے ہیں۔ مگر وہ مذہبی حیثیت نہیں رکھتے۔ اگر کوئی جج کسی مہاجن کے حق میں مسلمان کے خلاف سود کی ڈگری دے دیتا ہے تو کیا اس کے یہ معنے آپ سمجھتے ہیں کہ مسلم لاء میں تبدیلی ہوگئی۔ کیونکہ اس کی رو سے سود دینا بھی حرام ہے؟ اگر آپ کا یہی منشاء ہے تو ہر عدالت کے جج کو ایک ایسا خطاب تجویز فرمایئے جس سے اس کی عظمت اور شوکت جلالی و قوت کا خیال اور یقین ہر دل میں پیدا ہو جائے۔ ہندوستان کی دو مدد زبان میں "ہر ہر مہادیو" یا "بم بم مہادیو" یا اس سے ملتا جلتا ہونا چاہیئے۔ کیونکہ خدا کے قانون کو بدلنے کا اختیار بجز خدا کے کسی کو نہیں۔

۸- مذہب، عقیدہ تو سب بیکار رہیں۔ رہ گیا اصول تو وہ خود آپ کی ذات مقدسہ میں موجود ہے۔ ایک جمہوریہ دستور جمہوریہ بنانے کی تکلیف فرمایئے مگر جو کچھ کرنا ہو بڑے کرم ایک ہی دفعہ کر ڈالئے۔ یہ نہیں کہ آج اردو کی مخالفت کل اردو رسم الخط پھر شریعت اسلامیہ کی پھر اسلام کی۔

۹- سب تسلیم کریں گے۔ آپ تو سب کو ایک ہی جانور میں بٹھا دیجئے "اصول" پار کرا دے گا۔

۱۰- مسلمان پانچ کروڑ اپنے مذہبی نمائندے پارلیمنٹ میں نہیں بھیجتے وہ کسی قسم کے بھی فرقہ

وارانہ نمائندے نہیں ہوتے۔ اس ملک میں جداگانہ انتخاب کا طریقہ نہیں ہے مخلوط انتخاب ہوتا ہے۔ انہیں پانچ کروڑ میں سے بعض نے آپ کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے۔ کیا آپ مسلمانوں کے مذہبی نمائندہ ہیں؟ اور کرنل شاہ نواز یا ڈاکٹر ذاکر حسین ہندوؤں کے مذہبی نمائندے ہیں۔

پارلیمنٹ میں سیاسی نمائندے ہوتے ہیں اور ہندوستان میں سیاست مذہب سے بالکل جدا ہے۔ اسی لئے جمہوریہ ہند کا کوئی مذہب نہیں ہے۔

مسلمانوں کے واحد مذہبی نمائندے صرف علمائے اسلام ہیں۔ وہی ان کی مذہبی پارلیمنٹ ہیں۔ وہی ان کی مذہبی سپریم کورٹ اور وہی ان کے جسٹس صاحبان ہیں۔ انصاف کے ساتھ دیکھا جائے تو دستور ہند کی روح کو معزز اور برقرار رکھنے کے لئے حکومت کو چاہیئے کہ وہ ہر مذہب کا ایک الگ بورڈ بنائے جو اس مذہب کے علماء اور ماہرین پر مبنی ہو اور اس کو جملہ امور مذہبی میں پورے اختیارات دے دے۔ ایسے بورڈ بنانا دستور حکومت ہے۔ سوشل ویلفیئر بورڈ اربن امپروومنٹ بورڈ، وقف بورڈ وغیرہ وغیرہ۔

یہ علماء اسلام بہتر سے بہتر طریقے اور قانون تجویز کر کے آپ کی خدمت میں پیش کریں گے۔ اور مسلمانوں کو بھی مجبوراً اپنے مذہب کی پابندی پر آمادہ کر دیں گے۔ آپ کو پھر کچھ زیادہ نہیں کرنا پڑے گا۔

منقولات

سچی باتیں

سورۃ النور (پ ۱۸) کی انیسویں آیت ہے۔

ان الذین .... بے شک جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے درمیان گندی باتوں کا چرچا رہے ان کیلئے سزائے دردناک دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

.... وانتم لا تعلمون

آپ نے دیکھا، اسلام نے اپنا معیار اخلاق، کیا انفرادی اور کیا اجتماعی ہر حیثیت سے کتنا بلند رکھا ہے اللہ کے بندوں کو کتنا پاکیزہ، صاف ستھرا بنانا چاہتا ہے کسی گندی بات کا چرچا۔ بد چلنی کا گزر تک ان کے یہاں کیوں ہونے لگا، اللہ کو یہ بھی منظور نہیں کہ ان کی جلوتوں اور خلوتوں میں گندگی تذکرے، فحش کلامی اور گندی باتیں ہی بار پاسکیں اس کا علم بالکل یقینی اور اس کی مصلحت بالکل صاف ہے۔ اللہ کا علم کامل ان چھوٹے سے چھوٹے جزئیات پر بھی حاوی ہر حکم کی حکمت و مصلحت اس پر بالکل روشن، بندہ کا علم اتنا ہی ناقص اپنے مقابلہ میں اس کا نام لینا بھی گستاخی اور حماقت دونوں۔

جو سزا آخرت میں ہوگی وہ تو خیر ابھی کچھ دور کی چیز ہے۔ باقی اس فحش پسند اور فحش نواز تمدن کے نتیجہ اسی دنیا میں نقد بہ نقد سب کی آنکھوں کے سامنے آرہے ہیں، وہ کس کی نظر سے مخفی ہیں؟ ——— جس قوم نے عریاں ننگی تصویریں، نیم برہنہ مورتیں، جسے ایسی ہی فحش سکرین کی تصویریں فنون لطیفہ کر دیے ہیں اور ہر قسم کی بے حیائی کو تھیٹر اور سینما کی صورتیں اپنے ہاں قدم قدم پر رائج کر رکھا ہے، لٹریچر کو، آرٹ کے نام پر، ناول، افسانہ اور شاعری تک میں عریانی پھیلا رکھی ہے ان کے خاندانوں میں امن سکون کہیں باقی رہا ہے؟ کتنے واقعات طلاق، تفریق، مار پیٹ، عورت و مرد پر حملوں اور مقدمہ بازیوں کے ایسے ہاں پیش نہیں آتے؟ قاتلانہ حملوں اور خود کشیوں کی کیا تعداد ان کے ہاں پہنچ گئی ہے! امراض خبیثہ کی کیا کثرت ان کے ہاں ہو چکی ہے! یہ سارے دنیوی عذاب اگر اس طریق زندگی کے نتیجے نہیں تو اور کیا ہیں؟ ——— دھرمی باتوں سے یہاں بحث نہیں لیکن اپنے ملک کے اخبار نویس اور جریدہ نگار، ذرا سوچیں کہ اپنے ہاں فلمی اشتہارات چھاپ کر، اور فلموں پر طرح طرح کے شوق انگیز تبصرے لکھ لکھ کر خود اس وعید کے اندر آجاتے ہیں یا نہیں؟ اور خود فلم سازوں، اور ریڈیو کے گویّوں اور میوزک ڈائرکٹروں کا جو حکم ہوگا، وہ تو ظاہر ہی ہے ——— فحش کاری کی وہ لائن جس سے ہر شریف کی گردن قدرۃً جھک جانا چاہیئے۔ اسی ذلیل تہذیب تعلیم و روشن خیالی و آرٹ نوازی کی قرار پائی ہے۔!!

(صدق جدید ۱۵/۲/۶۴)

افریقہ میں عیسائیت کے زوال کی وجہ

مشہور امریکی سیاح ولارڈ پرائس کا ذاتی مشاہدہ

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے ستر سال قبل عیسائیت کے زوال پذیر ہونے اور صلیب کا غلبہ مٹنے کی خبر دیتے فرمایا تھا:-

"اس عاجز کو اور بزرگوں کی فطرتی مشابہت سے علاوہ ...... حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے اور اسی فطرتی مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے سو میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اُترا ہوں اُن پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے جن کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے میرے کام کے پورا کرنے کے لئے ہر ایک مستعد دل میں داخل کرے گا بلکہ کر رہا ہے۔ اور اگر میں چپ بھی رہوں اور میری قلم لکھنے سے رُکی بھی رہے تب بھی فرشتے جو میرے ساتھ اُترے ہیں اپنا کام بند نہیں کر سکتے اور اُن کے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کچلنے کے لئے دی گئی ہیں۔" (فتح اسلام)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی اس بشارت کے مطابق علی الخصوص افریقہ کے براعظم میں مخلوق پرستی کی ہیکل جس بُری طرح کچلی جا رہی ہے اور صلیب ٹوٹ ٹوٹ کر پاش پاش ہو رہی ہے اس کا اعتراف آج یورپ اور امریکہ سے شائع ہونے والے اخبارات و رسائل میں بڑی کثرت سے منظر عام پر آ رہا ہے نیز افریقہ کی موجودہ صورت حال کے متعلق کتابیں لکھنے والے مغربی مصنفین بھی اس حقیقت کا اعتراف کرنے میں اُن سے پیچھے نہیں ہیں چنانچہ اس قسم کے متعدد اعترافات ہم قبل ازیں انہی صفحات میں قارئین کر چکے ہیں اسی سلسلہ میں ایک اور اہم اعتراف ہم قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ یہ اعتراف اس لئے خصوصی اہمیت کا حامل ہے کہ یہ ایک نامور مصنف کے ذاتی مشاہدہ پر مبنی ہے۔

— — — —

یہ اعتراف ہے مشہور امریکی سیاح ولارڈ پرائس (Willard Price) کا۔ وہ اب تک مشرق و مغرب کے بیشتر ممالک کی سیاحت کے بعد چشم دید حالات پر مشتمل دو درجن کے قریب کتابیں شائع کر چکے ہیں۔ انہیں امریکہ کے اہل قلم سیاحوں میں ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔ اور ان کی کتابیں نہ صرف امریکہ میں بلکہ دنیا بھر میں بہت دلچسپی اور شوق کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔ آج سے دو سال قبل انہوں نے براعظم افریقہ کا ایک سرے سے دوسرے سرے تک بہت وسیع دورہ کیا تھا۔ وہاں کے حالات بچشم خود مطالعہ کر کے انہوں نے اپنے مشاہدات اور تاثرات کو کتابی شکل میں "Incredible Africa" (ناقابل یقین افریقہ) کے نام سے شائع کیا۔ ان کی یہ کتاب پہلی بار لندن سے شائع ہوئی۔ جسے وہاں کے اشاعتی ادارہ ولیم ہینے من لمیٹڈ William Hainemann Ltd نے شائع کیا۔ کتاب بہت مقبول ہوئی اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئی۔ اگلے ہی سال یعنی ۱۹۶۲ء میں اسے دوبارہ شائع کرنا پڑا اس میں انہوں نے افریقہ میں عیسائیت کی ناکامی اور اسلام کی روز افزوں ترقی پر بھی روشنی ڈالی ہے چنانچہ وہ رقمطراز ہیں:-

"کیا سفید نسل کے لوگوں کا دور اب افریقہ میں یکسر ختم ہو چکا ہے اور ان کے لئے اب وہاں کسی لحاظ سے بھی کوئی گنجائش نہیں ہے؟ یہ امر شک و شبہ سے بالا ہے کہ اب افریقہ پر وہاں کی اکثریت ہی حکومت کرے گی اور کون نہیں جانتا کہ وہاں اکثریت سیاہ فام لوگوں ہی کی ہے۔ کیا افریقہ جدید کے خودمختار حکمرانوں میں اپنے سابق آقاؤں کے متعلق حقارت کا جذبہ اس قدر گہرا ہے کہ وہاں یورپ اور امریکہ کے لئے ہر قسم کی کارگزاری کے دروازے بالکل بند ہو جائیں گے؟ سو جاننا چاہیئے کہ وہاں ہر نو آزاد ملک میں سب سے پہلے جو جذبہ اُبھر کر بروئے کار آتا ہے وہ یہی ہوتا ہے کہ اول تمام غیر ملکیوں سے نجات حاصل کی جائے۔ مراکش میں اول روز سے ہی فرانسیسی افسران کو ہٹا کر مراکشی افسران کی جگہ مقرر کئے جا رہے ہیں حتیٰ کہ امریکہ سے بھی مطالبہ کیا گیا کہ وہ اپنے اڈے ختم کر دے۔ چنانچہ وہ ایسا کرنے پر رضامند ہو گیا۔ گنی نے فرانسیسی آبادی کو صرف اتنی مہلت دی کہ وہ آٹھ یوم کے اندر اندر وہاں سے چلے جائیں۔ کانگو نے قتل و غارت کے بل پر بلجیمی باشندوں کو وہاں سے مار بھگایا۔ ایسے ظالمانہ اور بہیمانہ قتل عام کی افریقہ کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ اور تو اور عیسائی مشنری جو مقامی آبادی کے سب سے زیادہ پُرزور حامی اور ایک طرح سے اُن کے محافظ تھے، جنہوں نے سکول جاری کئے، مغربی طریق علاج اور ادویہ کو رواج دیا، مشرکانہ رسم و رواج کے بالمقابل مسیحی نظریات سے انہیں روشناس کرایا انہیں بھی دوسرے سفید فام لوگوں کے ساتھ نکال دیا گیا۔

بنا بریں اسلام افریقہ میں عیسائیت کی نسبت تین گنا زیادہ تیز رفتاری سے پنپ رہا ہے۔ باہر سے کسی مذہب کے قبول کرنے کا سوال ہو تو اہل افریقہ اس بات پر آمادہ ہیں کہ وہ اس بارہ میں مسلمانوں کی طرف رجوع کریں جن کا بجز اپنے مذہب کی اشاعت کے افریقہ کے ساتھ اور کوئی مفاد وابستہ نہیں۔ یورپین آباد کاروں کے متعلق ان کا کہنا ہے کہ یہ لوگ ہمیں بائیبل تو دیتے رہے لیکن ساتھ کے ساتھ اس کے عوض میں ہمیں ہماری زمینوں سے محروم کرتے رہے۔

عیسائی مناد بلی گراہم نے افریقہ کے دورہ سے واپس آکر وہاں عیسائیت کے زوال کی پیشگوئی کی ہے اور کہا ہے کہ وہ وقت آنیوالا ہے کہ جب عیسائیوں کو جان بچانے کے لئے غاروں اور زمین دوز خفیہ مقامات میں پناہ لینی پڑے گی۔"

(ناقابل یقین افریقہ صفحہ ۱۸۹، ۱۹۰)

مسٹر ولارڈ پرائس نے کتاب مذکور کے آخر میں ضمیمہ کے طور پر افریقہ کے مناظر کی بہت دلکش تصاویر کو بھی جگہ دی ہے۔ ان میں سے تصویر نمبر ۳۱ شمالی نائیجیریا کے شہر کانو کی ایک مسجد کی ہے اس کے نیچے انہوں نے وضاحت کے طور پر جو عبارت درج کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:-

"مسجد کے ایک مینار سے بہت دلکش آواز بلند ہو کر وفا شعار مسلمانوں کو نماز کے لئے بلاتی ہے یہ وفا شعار مسلمان عرب باشندے نہیں ہیں (جو باہر سے آکر یہاں آباد ہو گئے ہوں) بلکہ یہاں کے سیاہ فام ہوسا قبائل کے لوگ ہیں جنہیں مبلغین اسلام نے اسلام میں داخل کیا ہے۔ افریقہ میں اسلام عیسائیت کی نسبت تین گنا زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ ترقی کر رہا ہے۔"

— — — — — —

مسٹر ولارڈ پرائس نے افریقہ میں عیسائیت اور اسلام کے مابین لڑی جانے والی رُوحانی جنگ کے متعلق جن تاثرات کا اظہار کیا ہے۔ ان سے صریحاً ظاہر ہوتا ہے کہ افریقہ میں عیسائیت بُری طرح ناکام ہو رہی ہے۔ اور اس کی بجائے اسلام دن بدن غالب آ رہا ہے قابل غور امر یہ ہے کہ انہوں نے عیسائیت کی ناکامی کی وجوہات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ یہ وجوہات جیسا کہ خود انہوں نے ان کی جانب اشارہ کیا ہے۔ ایسی ہیں کہ جن سے یہ حقیقت خود بخود مبرہن ہو جاتی ہے کہ اولاً افریقہ میں عیسائیت کیسے داخل ہوئی اور وہاں اس کے داخل ہونے کا مقصد کیا تھا۔ عیسائیت وہاں پیاسی روحوں کو تسکین دینے نہیں پہنچی تھی اور نہ وہ تسکین دے سکتی تھی۔ وہ وہاں مغربی استعماریت کے آلۂ کار کے طور پر اُس کے پاؤں جمانے اور اسے مضبوط سے مضبوط تر کرنے کی غرض سے جا براجمان ہوئی تھی۔ اہل افریقہ روحانی تسکین کی خاطر نہیں بلکہ مغربی طاقتوں کے سیاسی غلبہ و استیلاء سے مرعوب ہو کر طوعاً و

بکثرت اس کے دام تزویر میں پھنستے چلے گئے۔ استعماریت کی جڑیں مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی گئیں اور ان کی اپنی بے بسی دن بدن بڑھتی گئی۔ بالآخر ایک عرصہ گزرنے کے بعد نیشنلزم کی بڑھتی ہوئی رَو اور بین الاقوامی حالات کے زیر اثر استعماریت کی بنیادیں متزلزل ہونے لگیں اور بالآخر اسے براعظم افریقہ سے اپنا بستر بوریا اٹھا کر رخصت ہونا پڑا۔ اب اس کے رخصت ہونے کے ساتھ مذہب کے روپ میں اس کے سیاسی آلۂ کار یعنی عیسائی مشنوں کو بھی وہاں سے اپنا بوریا بستر اٹھانا پڑ رہا ہے۔ وہ افریقی باشندے جنہوں نے حالات سے مجبور ہو کر عیسائیت قبول کر لی تھی۔ اب ان کی آنکھیں کھل رہی ہیں کہ جسے انہوں نے مذہب کے طور پر قبول کیا تھا وہ تو در اصل بھیڑ کے لباس میں خون چوسنے والا بھیڑیا تھا۔ اسی لئے اب وہ عیسائیت کو خیر باد کہہ کر اپنی روحانی تسکین کے لئے اسلام کی طرف دوڑے چلے آ رہے ہیں۔

رہی ڈاکٹر بلی گراہم کی پیشگوئی کہ افریقہ میں عیسائیت زوال پذیر ہوتی چلی جائے گی۔ سو یہ ایک نامی گرامی عیسائی منّاد کی طرف سے اعتراف حقیقت کی زبردست مثال ہے۔ کیونکہ عیسائیت فی الحقیقت وہاں زوال پذیر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ جو چیز واضح حقیقت کا خود مشہور عالم عیسائی منّاد کی طرف سے اعتراف عیسائیت کی ناکامی پر مہر تصدیق ثبت کر رہا ہے اور دنیا پر روز روشن کی طرح عیاں کر رہا ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے آج سے ستر سال قبل عیسائیت کے انتہائی عروج کے زمانہ میں اس غلبہ کے ٹوٹنے اور ناپید ہونے کے متعلق جو پیشگوئی فرمائی تھی وہ آپ کی صداقت کی ایک بیّن دلیل ہے۔ ڈاکٹر بلی گراہم کا یہ کہنا کہ ظلم و تشدد کی وجہ سے افریقہ میں عیسائیوں کو جانیں بچانے کے لئے غاروں اور زمین دوز سرنگوں وغیرہ میں پناہ لینی پڑے گی انتہا درجہ کی مبالغہ آمیزی ہے۔ ان کا یہ بیان اسلام اور اہل افریقہ کو بدنام کرنے کی مذموم کوشش کا درجہ رکھتا ہے۔ ایسا ہرگز وقوع میں آنا اس لئے ممکن نہیں ہے کہ اسلام اپنے روشن دلائل اور نہایت درجہ قابل عمل تعلیم کی وجہ سے اہل افریقہ کے دل فتح کرتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ پورے براعظم پر غالب آ جائے گا۔ جب تمام اہل افریقہ کے شرح صدر کے ساتھ اسلام قبول کر لینے سے وہاں عیسائی ہی نہ رہیں گے تو پھر ان کے غاروں وغیرہ میں ان کے پناہ لینے کا سوال ہی کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ اور اگر بفرض محال اکثریت کے مسلمان ہو جانے کے بعد کچھ لوگ عیسائیت پر قائم رہتے بھی تو انہیں جنگلوں میں جا چھپنے کے لئے غاروں وغیرہ میں پناہ لینے کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔ کیونکہ اسلام اقلیتوں کے ساتھ مساویانہ بنیادوں پر انتہائی رحم دلانہ اور مشفقانہ سلوک کی تعلیم دیتا ہے۔ ایسی صورت میں انہیں یقیناً پورے پورے شہری اور مذہبی حقوق حاصل ہوں گے۔ در اصل ڈاکٹر بلی گراہم عیسائیت کے زوال سے جو ظاہر و باہر ہے بہت خوفزدہ ہیں۔ اور خود عیسائیت کے اپنے کردار اور معیار کی رو سے اس کا جو حشر ہونا چاہیئے وہ ان کی آنکھوں کے سامنے گھوم رہا ہے۔

بہر حال عیسائیت کے زوال کے متعلق مسٹر والرڈ پرائس کا مندرجہ بالا اعتراف اور ڈاکٹر بلی گراہم کا خوف و ہراس اس حقیقت کو روز روشن کی طرح دنیا پر عیاں کر رہا ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے آج سے ستر سال قبل عیسائیت کے زوال کے متعلق پیشگوئی کے رنگ میں جو بشارت دی تھی وہ آج بڑی شان کے ساتھ پوری ہو رہی ہے۔ حالات کا از خود پلٹا کھانا کہ افریقہ میں عیسائی طاقتوں کے غلبہ و استیلاء کو ختم کر دینا اور اس کے نتیجہ میں عیسائیت کے دن بدن زوال پذیر ہونے کے ساتھ ساتھ وہاں بڑی تیز رفتاری کے ساتھ اسلام کا غالب آتے چلے جانا اس امر پر دال ہے۔ فی الحقیقت وہ فرشتے جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ساتھ دائیں اور بائیں آسمان سے اترتے تھے۔ اپنا کام کرنے میں برابر مصروف ہیں وہ گویا چلا چلا کر مخلوق پرستی کی ہیکل توڑ رہے ہیں اور مستعد دلوں میں داخل ہو ہو کر انہیں اسلام کی طرف لا رہے ہیں۔ وہ برابر اس کام میں مصروف رہیں گے۔ یہاں تک کہ اسلام افریقہ ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں غالب آ کر تمام بنی نوع انسان کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لا جمع کرے گا۔ اس وقت دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔ یہ خدائی تقدیر ہے جو بہر حال پوری ہو کر رہے گی۔ دنیا کی کوئی طاقت اسے بدل نہیں سکتی۔ ؎

قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

احباب جماعت کی خدمت میں ضروری گذارش

جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کو معلوم ہے کہ ہمارا دیش اس وقت غیر معمولی ہنگامی حالات میں سے گذر رہا ہے۔ ہمارے محبوب وزیر اعظم شری جواہر لال جی نہرو کچھ عرصہ سے بیمار ہیں۔ اور اس علالت کی وجہ سے آپ فی الحال ملک کی بھاری ذمہ داریوں کو کما حقہٗ ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اب آپ کی صحت دن بدن اچھی ہو رہی ہے۔ اور آپ نے تھوڑا بہت کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو جلد صحت بخشے اور آپ جلد صحت یاب ہو کر اپنے دیش واسیوں کی بہتر رنگ میں خدمت بجا لا سکیں۔ اور آپ کی رہنمائی اور لیڈرشپ میں دیش زیادہ سے زیادہ ترقیات کر سکے۔

ملک کی مذہبی اقلیتوں کے لئے شری جواہر لال نہرو کا وجود بڑا ہی قیمتی وجود ہے۔ کیونکہ آپ نے ہمیشہ اقلیتوں کے جان و مال اور عزت کی حفاظت کو اپنا اولین فرض سمجھا ہے۔ آپ کے اس غیر معمولی حسن سلوک کا نتیجہ ہے کہ خود اقلیتوں کو بھی آپ کی ذات پر فخر ہے اور اپنے محبوب وزیر اعظم کی دل سے قدر کرتے ہیں۔ ان حالات میں ہمارا یہ فرض ہے کہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے جملہ امراء و صدر صاحبان کسی جماعتی اجتماع میں یا جمعۃ المبارک کے روز ساری جماعت کے دوستوں سمیت شری جواہر لال نہرو وزیر اعظم کی جلد صحت یابی اور آپ کی صحت و سلامتی والی لمبی زندگی کے لئے دعا کی جائے۔ نیز یہ کہ خدا تعالےٰ ہمارے دیش کو اندرونی اور بیرونی خطرات سے محفوظ رکھے اور ہر میدان میں کامیابیاں عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر امور عامہ قادیان

حج بیت اللہ کے لئے جانے والے احباب
فوری اطلاع دیں

اس سال مقامی طور قادیان سے حسب ذیل درویشان حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہو رہے ہیں:۔

۱۔ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان۔
۲۔ مکرم مرزا عبد اللطیف صاحب درویش نگران لنگر خانہ قادیان۔
۳۔ مکرم میاں خدا بخش صاحب گجراتی درویش قادیان

ہندوستان سے دوسرے احمدی دوست جو فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے تشریف لے جا رہے ہوں وہ اپنی تاریخ روانگی سے فوری طور پر اطلاع دیں۔ نیز احباب کرام اپنے ان سب بھائیوں کو اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالےٰ ان کے اس سفر کو ہر طرح سے بابرکت بنائے ہر طرح خیریت سے رکھے اور سفر و حضر میں ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

جلسہ یوم مصلح موعود

۱۵ مارچ بروز اتوار بھی کیا جا سکتا ہے!

نظارت ہذا کی طرف سے مورخہ ۲۰ فروری کو جلسہ ہائے یوم مصلح موعود منعقد کئے جانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اگر بعض جماعتوں کی طرف سے رمضان المبارک کی وجہ سے اس تاریخ پر جلسہ کا اہتمام نہ ہو سکا ہو ان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ایسی جماعتیں ۱۵ مارچ بروز اتوار اپنے ہاں جلسہ کا اہتمام کریں اور بعد انعقاد جلسہ اس کی مفصل رپورٹ دفتر ہذا میں ارسال کریں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

نماز عید الفطر

سابقہ طریق و روایات کے مطابق امسال بھی نظارت ہذا کی جانب سے نماز عید الفطر کی ادائیگی کا انتظام آبادی سے باہر "بڑے باغ" واقع بہشتی مقبرہ کی ادائیگی مقررہ مقام پر نہ ہو سکی۔ لہٰذا نظارت ہذا کو بروقت مسجد اقصیٰ میں انتظام کرنا پڑا۔ جہاں نماز عید الفطر حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی کی اقتداء میں بخیر و خوبی ادا کی گئی۔ الحمد للہ۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان دار الامان

آخری سہ ماہی میں عہدیداران مال فوری توجہ فرمائیں

مالی قربانیوں کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں:۔

"دیکھو جنہوں نے انبیاء کا وقت پایا۔ اُنہوں نے دین کے لئے کیسی کیسی قربانیاں کیں۔ جیسے ایک زردار نے دین کی راہ میں اپنا سارا مال حاضر کیا ایسا ہی ایک فقیر دریوزہ گر نے اپنے مرغوب ٹکڑوں سے پُر زنبیل پیش کردی۔ اور ایسا ہی کئے گئے۔ جب تک کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے فتح کا وقت آگیا۔ مسلمان بننا آسان نہیں۔ مومن کا لقب پانا سہل نہیں۔ سو اے لوگو! اگر تم میں راستی کی رُوح ہے تو میری اس دعوت کو سرسری نگاہ سے مت دیکھو۔ نیکی حاصل کرنے کی فکر کرو۔ خدا تعالیٰ تمہیں آسمان پر دیکھ رہا ہے کہ تم اس پیغام کو سُنکر کیا جواب دیتے ہو"۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کے ہر احمدی کے لئے یہ فرض قرار دیا ہے کہ وہ کم از کم معین شرح کے مطابق مالی قربانی میں باقاعدگی سے حصہ لے۔ لیکن ابھی تک بہت سے دوست ایسے ہیں جو اپنی مالی ذمہ داری کی طرف پوری توجہ نہیں کر رہے۔ جس کے نتیجہ میں متعدد جماعتوں کا متوقع بجٹ آمد لازمی چندہ جات سو فیصدی وصول نہیں ہو رہا۔

موجودہ مالی سال کے نو ماہ گذر چکے ہیں اور اب آخری سہ ماہی گذر رہی ہے۔ اور اس سلسلہ میں تمام جماعتوں کو نسبتی بجٹ وصولی اور بقایا کی پوزیشن سے اطلاع بھجوائی جا چکی ہے۔

لہذا تمام احباب جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنا اپنا محاسبہ کریں اور مالی فرائض کی ادائیگی میں جو کمی رہ گئی ہو اس کو جلد پورا کرنے کی فکر کریں۔ اور اس بات کا عملی طور پر ثبوت دیں کہ وہ فی الحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہیں۔ جماعتوں کے معزز صاحبان اور سیکرٹریان مال کے علاوہ جہاں مبلغین کرام مقیم ہوں وہاں اُن کو بھی چاہیئے کہ وہ جماعت کے تمام افراد پر ان کی ذمہ داری واضح کرتے ہوئے سو فی صدی چندوں کی وصولی میں کوشش کر کے ممنون فرماویں۔

اللہ تعالیٰ تمام دوستوں کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

اضافۂ مال کا گُر

(از سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

"اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا۔ تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا۔ بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے۔ وہ ضرور اُسے پائے گا۔ جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے۔ تو وہ ضرور اس مال کو کھوئیگا"۔

ناظر بیت المال قادیان

احباب جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی خاص توجہ کیلئے

پیشتر ازیں احباب جماعت کو تحریک درویش فنڈ کی ضرورت اور اہمیت سے آگاہ کرتے ہوئے اس تحریک میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی جا چکی ہے۔ لیکن وعدہ جات کے بعد وصولی کی رفتار سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کے ایک بہت بڑے حصہ نے اس طرف توجہ ہی نہیں کی۔ اور جن دوستوں نے اس میں حصہ لیا ہے ان میں سے بھی اکثر نے کما حقہ اس کی اہمیت کو سمجھ کر حسب توفیق حصہ نہیں لیا ہے۔

لہذا مخلصین جماعت کی یاددہانی کے لئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد گرامی کا ایک حصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے تا مخلصین جماعت اس تحریک کی ضرورت اور اہمیت کا صحیح اندازہ کر سکیں اور اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر اپنے فرض سے عہدہ برآ ہوں۔

"دراصل قادیان کو آباد رکھنا ساری جماعت کا فرض ہے۔ لیکن تقدیر الٰہی کے ماتحت ایک حصہ کو قادیان سے نکلنا پڑا۔ اور دوسرا حصہ قادیان میں آباد ہونے کی توفیق نہیں پا سکا۔ اور صرف قلیل حصہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ وہ موجودہ حالات میں۔ قادیان میں ٹھہر کر خدمت دین بجا لا رہے ہیں۔ پس دوسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی خدمت اور آرام کا خیال رکھیں۔ اور انہیں کم از کم ایسی مالی پریشانیوں سے بچائیں۔ جو توجہ کے انتشار کا موجب ہوں۔ حقیقتاً یہ ہم پر درویشوں کا احسان ہے کہ وہ ہماری قربانی کر کے قادیان میں ہماری نمائندگی کر رہے ہیں۔ پس یہ امداد ہرگز صدقہ و خیرات کے رنگ میں نہیں۔ بلکہ ایک نعمت کا تحفہ ہے جو شکرانہ اور قدردانی کے رنگ میں ہم پاک ہندوستانی دوست درویشوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں"۔

امید ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے ارشاد اور مرکز کی ضروریات کے پیش نظر جملہ مخلصین جماعت۔ درویش فنڈ کی تحریک میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔ اور عند اللہ ماجور ہوں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

احمدیہ دار التبلیغ مرکرہ کا پتہ

مرکرہ ضلع کورگ علاقہ میسور میں نیا دار التبلیغ کھولا [illegible] کا پتہ درج ذیل ہے:۔

مولوی محمد عمر صاحب فاضل

Anjuman Ahmadiyya

4/71 B, Hill Road
Mercara
Distt. N. Coorg
Mysore State

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

درخواست دعا

میری بھتیجی عزیزہ صبیحہ بیگم سخت بیمار ہے عزیزہ کے والدین فوت ہو چکے ہوئے ہیں صرف ایک چھوٹا بھائی ہے عزیزہ ہمارے مرحوم بھائی کی نشانی ہے۔ تمام احباب و درویشان قادیان کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے عزیزہ صبیحہ بیگم صاحبہ کو شفا دے۔

خاکسار

ڈاکٹر محمد عارف بشن پور (گونڈہ)

خبریں

نئی دہلی ۱۷ فروری۔ ہوم منسٹر شری گلزاری لال نندہ نے حضرت بل سرینگر کی درگاہ سے بانیٔ اسلام حضرت محمد صاحب کے مقدس بال کی چوری کے سلسلہ میں آج پارلیمنٹ میں تین ملزموں کے ناموں کا اعلان کر دیا۔ جو کہ اب تک اس کیس میں گرفتار کئے گئے ہیں۔ چنانچہ ان کے نام یہ ہیں۔ (۱) مسٹر عبدالرحیم بانڈے جو کہ درگاہ حضرت بل کا متولی ہے اور مقدس بال کا محافظ تھا۔ (۲) سید محمد یوسف آف سرینگر کا فرزند عبدالرشید اور (۳) قادر بٹ۔ شری نندہ نے کہا کہ مقدس یادگار کی چوری کے کیس میں بعض ملزموں کے خلاف ابتدائی چارج شیٹ دے دیا گیا ہے۔ ابھی کیس کی تفتیش جاری ہے۔ اور ممکن ہے کچھ دیگر مشتبہ افراد کا بھی پتہ چل جائے اور ان کے خلاف بھی مقدمہ چلایا جائے۔ شری نندہ نے آج پھر اعلان کیا کہ مقدس یادگار کی چوری کے کیس کی سماعت کے لئے ریاست کے باہر کا کوئی جج تعینات کیا جائے گا جس کا جموں کشمیر سرکار سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ شری نندہ نے راجیہ سبھا میں بھی اسی قسم کا بیان دیا۔ وہاں آپ نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ملزم عبدالرشید ایک نوعمر لڑکا ہے جو یادگار کو واپس لایا تھا۔ اور اس نے اسے اس کے اصلی مقام پر رکھا تھا۔ اسے اسوقت گرفتار کیا گیا جبکہ وہ بھاگ نکلا تھا۔ آپ نے کہا کہ قادر بٹ اس کیس میں اہم ملزم ہے اسکے بارے میں دعویٰ ہے کہ اس کا پاکستان سے کچھ تعلق ضرور ہے۔ بہرحال وہ پاکستان کو آتا جاتا رہا ہے اس لئے اس کو غارج از امکان قرار نہیں دیا جا سکتا کہ اس معاملہ میں کچھ اور سازش بھی تھی اسلئے بعض دیگر اشخاص پر بھی شک و شبہ ہے آپ نے کہا کہ ان لوگوں نے جن جرائم کا ارتکاب کیا ہے وہ رنبیر پینل کوڈ (جموں و کشمیر کی تعزیرات) جو تعزیرات ہند سے ملتی جلتی ہے کے تحت آتے ہیں۔ ان پر مقدس یادگار کی چوری کے علاوہ ان لوگوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کے الزام میں مقدمہ چلے گا جبکہ ان پر ڈیفنس کے ایکٹوں سے متعلق آرڈیننس کے تحت بھی مقدمہ چلایا جائے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ جن ملزموں کو گرفتار کیا گیا ہے کیا وہ کسی سیاسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے جواب میں آپ نے کہا میرا خیال ہے کہ کوئی بھی شخص کسی بھی سیاسی نقطہ نگاہ سے ہو کہ وہ کس سے تعلق رکھتے ہیں مجھے اس بارے میں کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

شری نندہ نے کہا کہ اس کیس میں کم از کم ڈیڑھ درجن یا اس سے زائد اشخاص ماخوذ ہوں گے ہم نے ان سے مراغ کی بنا پر کارروائی کر رہے ہیں۔ اور میں قطعی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ اس میں علاوہ دیگر اشخاص کون کون سے ہیں۔

راجیہ سبھا میں سوالات کی بوچھاڑ! جب شری نندہ بیان دے چکے تو راجیہ سبھا میں شری بھوپیش گپتا نے دریافت کیا کہ آیا وہ تمام لوگ جو جرم کا ... مقدس یادگار کی چوری میں پس پردہ ملوث ہے گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ شری کرپلانی نے پوچھا کیا نیشنل کانفرنس سے وابستہ کوئی شخص بھی اس کیس میں ماخوذ ہے۔ مسٹر اے ایم طارق نے دریافت کیا کہ آیا منتظمین نے دستور کی اچھی طرح سے مخالفت کی جا رہی ہے۔ جیسا کہ شری ... سی بی آئی نے گرفتار کئے گئے افراد کے متعلق مزید تفاصیل پیش کرنے کا مطالبہ کیا۔ وہاں شری اٹل بہاری باجپائی نے یقین دلائے جانے پر اصرار کیا کہ اس مقدمہ کی سماعت ریاست سے باہر کے کسی جج سے کرائی جائے جو جموں و کشمیر سرکار کا ملازم نہ ہو۔ مسٹر طارق نے دریافت کیا کہ آیا مقدس یادگار کا سراغ پولیس کے چھاپہ کے بعد لگا ہے یا کوئی شخص خود بخود اس کی جگہ پر رکھ گیا تھا۔

ایک نام کے متعلق اصلاح

بھارتی وزارت داخلہ کے ذریعہ اطلاع ملی ہے کہ ... نے پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں بتایا کہ مقدس بال کی چوری کے ملزموں میں ایک ملزم کا نام غلطی سے غلام محمد بٹ بتایا گیا تھا وہ غلام محمد بٹ نہیں بلکہ قادر بٹ ہے نام کی غلطی کی اب اصلاح کی جا رہی ہے۔

نئی دہلی ۱۷ فروری۔ آج لوک سبھا میں پرجا سوشلسٹ ممبر شری ... نے پوچھا کہ کیا یہ خبر درست ہے کہ پاکستان نے جموں و کشمیر سرحد پر اپنی فوجیں جمع کر دی ہیں۔ اگر یہ خبر درست ہے کہ کیا جوابی کارروائی کرنے کی تجویز ہے؟ وزیر مملکت شری لال بہادر شاستری نے جواب دیا کہ ہر قسم کی خبریں چھپتی رہتی ہیں لیکن ہم نے چوکس رہنا ہے ہماری فوجیں وہاں موجود ہیں اور ہم نگہبانی رکھتے ہیں۔ اور وہاں ہمارے محافظ موجود ہیں۔

نیویارک ۱۷ فروری۔ معتبر حلقوں سے بتایا ہے کہ روس سیکیورٹی کونسل میں کشمیر کے متعلق سودت ویٹو سے ہچکچا رہا ہے اور وہ اتفاق رائے کے حق میں ہوگیا ہے اور اس نے بھارت کو مطلع کر دیا ہے اگر ممکن ہو سکا تو وہ ویٹو استعمال کرنا پسند نہ کرے گا۔ تاہم بھارت کو امید ہے کہ آخری چارہ کار کے طور پر روس ویٹو استعمال کرے گا۔ ہو سکتا ہے کہ اس سال وہ ویٹو استعمال کرے۔ لیکن وہ عقائد کی بنا پر نہیں بلکہ وہ کی جارحیت کا استعمال کرے گا۔ اور یہ بات قابل غور ہے۔ روسی نمائندہ نے گذشتہ منگل وار جو تقریر کی تھی۔ اس کا روس کو ویٹو استعمال کرنے میں ہچکچاہٹ کی روشنی میں جائزہ لیا جائے تو حالات بالکل واضح ہو جاتے ہیں۔

نئی دہلی ۱۷ فروری۔ چین کے ساتھ سرحدی جھگڑے کے متعلق بھارت کا سوال وائٹ پیپر آج پارلیمنٹ میں پیش کر دیا گیا اس میں جولائی ۱۹۶۳ء تک بھارت اور چین کے مابین ہوئی خط و کتابت، مراسلے، مفاہمت اور نوٹ درج ہے۔ یہ خط و کتابت بھارت چین سرحدی جھگڑے، سرحدی واقعات، ۱۹۵۴ء کے معاہدہ کی عدم تجدید اور چین میں بھارتی سفارتخانہ اور بھارتی باشندوں سے سلوک... چین کے باشندوں کے ساتھ بھارت میں ... سلوک کے متعلق تھی۔ سرحدی واقعات کے متعلق جو مراسلے بھیجے گئے وہ بیشتر سرحد تک سکم اور چین کی سرحد کے متعلق تھے۔ بھارت کے مراسلوں میں چین کے اس الزام کو غلط اور بے بنیاد قرار دیا گیا۔ کہ بھارتی فوجوں نے نامقولا درہ کے شمال میں چینی علاقہ پر قبضہ کر لیا

پروگرام دورہ
مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال
جماعتہائے احمدیہ جنوبی ہند مورخہ ۲۱/۲/۶۴ تا ۲۰/۴/۶۴

مندرجہ ذیل جماعت ہائے احمدیہ جنوبی ہند کے عہدیداران مال کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال مورخہ ۲۱/۲/۶۴ تا ۲۰/۴/۶۴ مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق بغرض پڑتال حسابات و وصولی چندہ جات کے لئے دورہ کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ جملہ عہدیداران کما حقہٗ تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
۱	بمبئی	۲۱-۲-۶۴	۳	۲۴-۲-۶۴
۲	بلگام	۲۵	۱	۲۶
۳	باندہ	۲۶	۱	۲۷
۴	سندگڑھ	۲۷	۱	۲۸
۵	ہبلی	۲۸	۲	۲-۳-۶۴
۶	شیموگہ	۲-۳-۶۴	۳	۶
۷	سوراب	۶	۱	۷
۸	ساگر	۷	۱	۸
۹	بنگلور	۹	۳	۱۲
۱۰	مرکرہ	۱۲	۲	۱۵
۱۱	منجیشور	۱۵	۱	۱۶
۱۲	منگلور	۱۶	۲	۱۸
۱۳	پینگاڈی	۱۸	۳	۲۱
۱۴	کنانور	۲۱	۳	۲۴
۱۵	کوڈالی	۲۴	۱	۲۵
۱۶	تلیچری	۲۵	۱	۲۶
۱۷	پیتھال	۲۵	۳	۲۹
۱۸	کالیکٹ	۲۶	۱	۳۰
۱۹	منارگھاٹ	۲۹	۳	۳۰
۲۰	ال نور	۳۰	۱	۱-۴-۶۴
۲۱	پیتھاپریم	۱-۴-۶۴	۱	۱
۲۲	کرولائی	۲	۱	۳
۲۳	سروناگاپلی	۴	۳	۷
۲۴	کوٹار	۷	۱	۹
۲۵	میلاپالم	۹	۱	۱۰
۲۶	ستانکولم	۱۰	۱	۱۱
۲۷	مدراس	۱۲	۲	۱۴
۲۸	سری کاکولم	۱۵	۱	۱۶
۲۹	شولاپور	۱۸	۲	۲۰
۳۰	حیدرآباد	۲۰-۴-۶۴	—	—